

ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان
شمارہ 9 جلد 11
جولائی 2011 شعبان المعظم ۱۴۳۲ھ
درود شریف
فضائلِ شعبان
امر بالمعروف
اور نہی عن المنکر
حکمران
خدا کی عدالت میں
تحدیثِ نعمت کا مفہوم
مسائلِ دینیہ

فہرست

نعت شریف

جو ان کے در سے لو لگا بیٹھے
گویا عرش بریں پہ جا بیٹھے
بن گئی وہ زمین جانِ حرم
میرے آقا جہاں ذرا بیٹھے
اس کو ان پہ نثار ہونا تھا
لوگو تم دل کہاں گنواں بیٹھے
کوئی ان کے سوا نہ کام آیا
بارہا ہم تو آزما بیٹھے
بچ گئے داور گر محشر سے
ان کے سایے میں ہیں جو آ بیٹھے
تیرے در کے سوا اماں ہی نہیں
پھر کہاں تیرا بینوا بیٹھے
ساری امیدیں ایک ان سے ہیں
ہم تو خود کو بھی ہیں بھلا بیٹھے
ہم بھی ہیں ان کے نام پر اٹھے
کیوں بھلا اپنا حوصلہ بیٹھے
بدعا اہل عشق کا ہے یہی سدا
سوئے جاگے وہ اٹھے یا بیٹھے
ہر کہیں نام آپ کا گونجے
ہر طرف سکہ آپ کا بیٹھے
نقش لاثانی اپنے آسی کو
کیا خبر کیا نشہ پلا بیٹھے

﴿حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس-۶۳

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمة الحقیقه — اداریه

حکمران خدا کی عدالت میں

سعید آسوی کے قلم سے

کچھ سمجھ نہیں آتی کہ وطنِ عزیز اس وقت خارجی اعتبار سے زیادہ خطرات کی زد میں ہے یا داخلی اعتبار سے۔ بلکہ خارجی اعتبار سے بھی ارضِ مقدس جن مشکلات کا شکار ہے، اس کا سبب 'داخلی وزیر' ہیں۔ آج بیرونی طاقتیں ہماری قومی سلامتی میں چھید ڈالنے بلکہ شگاف ڈالنے کے خوفناک منصوبے پر عمل پیرا ہیں۔ ایک طرف بھارت اپنی آبی یلغار کے ذریعے چاروں شانے چت کرنے کے درپے ہے تو دوسری جانب امریکہ ہمارے ایٹمی اثاثوں کے گرد گھیرا تنگ کرنے کے لئے تمام حربے بروئے کار لا رہا ہے۔ جبکہ اندرون خانہ یہ صورتحال ہے کہ عوامِ پاکستان عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ ہر روز ملک کے طول و عرض میں ڈیڑھ ارب کے ڈاکے پڑتے ہیں۔ اغوا برائے تاوان کی روزانہ 12 (درجن) سے زائد وارداتیں ہوتی ہیں۔ لوڈ شیڈنگ نے صنعتیں تباہ کر دی ہیں اور کاروبار ٹھپ ہیں۔ مہنگائی نے لوگوں کی کمر توڑ کے رکھ دی ہے یعنی نہ انسان سو سکتا ہے نہ رو سکتا ہے۔ میرٹ کے نام پر روزانہ انصاف کی دھجیاں بکھر رہی ہیں۔ چنانچہ عدم برداشت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ گاڑی آگے بڑھانے پہ خون خرابہ ہو جاتا ہے۔ گویا عرب کا دورِ جاہلیت لوٹ رہا ہے۔ اور ان تمام کا نتیجہ یہ ہے کہ بلڈ پریشر، شوگر اور ذہنی خلفشار کے امراض پاکستانی معاشرے میں خوب پھل پھول رہے ہیں۔

میں نے دیکھی ہیں ہر پھول کی آنکھیں پرنم
کیسے کہہ دوں کہ گلستان میں بہار آئی ہے

اس سے بھی زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ اس نازک موڑ پر ہمارے اربابِ اختیار ملک کو بچانے اور اسے استبدادی قوتوں کے پنجوں سے نجات دلانے کی اہلیت بلکہ فکر سے بھی عاری ہیں۔ فکر ہے تو ملک سے زیادہ حصول اقتدار اور پھر اپنے اقتدار کی طوالت کی فکر ہے۔ حکومت ہر اڑھائی تین ماہ بعد وزارتیں بدلتی اور بانٹتی ہے۔ جس ملک میں کروڑوں لوگ غربت اور مفلسی کے سامنے زار و قطار رو رہے ہیں، اس

کے صدر، وزیراعظم اور دیگر وزراء اپنی رہائش گاہوں کی تزئین و آرائش پر کروڑوں روپیہ پانی کی طرح خرچ کر رہے ہیں۔

اے عوام کا استحصال کر کے اپنے محل تعمیر کرنے والے سیاستدانو، غریب کے منہ سے نوالہ چھین کر اپنے ریفریجریٹرز کو انواع و اقسام کے لذیذ کھانوں سے بھرنے والے دنیا کے کتو!

(اب بھی وقت ہے۔ سچے دل سے دنیا کی چندروزہ اسائش سے توبہ کرلو اور اُس دنیا کی تیاری کی کوشش کرو جس میں ہمیشہ کے لئے رہنا)

آؤ، اپنے اصل آقا و مولا، ملجاو ماوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فرمودات سنو، سمجھو اور پھر اپنی اور اپنے پیارے پاکستان کی اصلاحِ احوال کے لئے جُت جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہارا حامی و ناصر ہوگا اور اس جہان میں ہی نہیں اس جہان میں بھی تمہارے ڈنکے بجیں گے کہ جس میں کامیابی ہی اصل کامیابی ہے۔

دیکھو جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
سنو جو گوش نصیحت نیوش ہو

اور

جب سرِ محشر وہ پوچھیں گے بلا کر سامنے
کیا جواب جرم دوگے تم خدا کے سامنے

حضور سرورِ عالم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ان افضل عباد الله منزلة يوم القيمة امام عادل رفيق و ان شر الناس عند الله منزلة يوم القيمة امام جابر خرق (بیہقی شریف، راوی حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کے بندوں میں سے قیامت کے دن درجات میں بہترین امام عادل (عادل حکمران) نرمی کرنے والا ہے اور قیامت کے دن لوگوں میں سے بدترین سختی کرنے والا ظالم امام ہے۔

☆...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ان کے دادا ابو موسیٰ اور حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یمن کی طرف بھیجا اور فرمایا:

يسرا و لا تعسرا و بشرا و لا تنفرا وتطاوعا و لا تختلفا (بخاری و مسلم)

ترجمہ: آسانی کرو اور مشکل نہ کرو۔ نفرت نہ دلاؤ اور آپس میں اتفاق رکھو اور اختلاف نہ کرو۔

☆...... حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَن وَلّیَ مِن اَمرِ النّاسِ شَیاء ثُمَّ اَغلَقَ بَا بَہ' دُونَ المُسلِمِینَ اَوالمَظلُومِ اَو ذِی الحَاجَۃِ اَغلَقَ اللہ دُونَہٗ اَبوابَ رَحمتِہ عِندَ حَاجتِہ و فَقرِہ افقرمَا یَکُونُ عَلَیہ (بیہقی شریف)

ترجمہ: جو شخص لوگوں کے امور میں سے کسی امر کا والی بنے پھر مسلمانوں پر اپنا دروازہ بند کر لے، یا کسی مظلوم یا صاحبِ حاجت کے لئے دروازہ بند کرلے، اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے دروازے اس کی ضرورت اور حاجت کے لئے بند کر لے گا جب کہ وہ اس کا بہت محتاج ہوگا۔

☆......حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

سَمِعتُ رَسُو لَ اللہِ یَقُولُ اِنَّ شَرَّ الرُّ عَاءِ الحُطَمَۃُ (مسلم شریف)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کوفرماتے سنا کہ سرداروں میں سے بدترین ظالم ہیں۔

☆......حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشادفرمایا

"خِیارُ اَئِمَّتِکُم الَّذِینَ تُحِبُونَھم وَ یُحِبُونَکُم و تُصلّونَ عَلَیھِم وَ یُصَلُّوُنَ عَلَیکُم وَ شِرارُ اَئمّتِکُم الّذِینَ یُبغِضُونَھُم وَ یُبغِضُونَکُم و تَلعَنُونَھُم وَ یَلعَنُو نَکُم (مسلم شریف)

ترجمہ: تمہارے بہترین حاکم وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت رکھتے ہیں۔تم ان کے لئے دعا کرتے ہو وہ تمہارے لئے دعا کرتے ہیں۔اور تمہارے بدترین حاکم وہ ہیں جن کو تم برا سمجھو، وہ تم کو برا سمجھیں۔تم ان پر لعنت بھیجو وہ تم پر لعنت کریں۔

اے ملک پاکستان کے حکمرانو اور سیاستدانو! ان احادیث مقدسہ کے علاوہ خلیفہ ثانی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان پر بھی غور کرو، فرمایا کرتے تھے

'اگر فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا یا پیاسا مر گیا تو روزِ قیامت خدا تعالیٰ کو کیا جواب دوں گا''

فرمایئے! جو نادار بھوک وافلاس کے سبب خود کشی کر رہے ہیں، جو ڈرون حملوں کی وجہ سے ناحق قتل ہو رہے ہیں، جو خودکش دھماکوں کی نذر ہو رہے ہیں، ان کا خون کس کے سر ہے؟ کیا روزِ محشر خدا تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا تمہیں ذرہ بھر بھی خوف نہیں؟

خدا کے لئے، اس وطن اور اس کے باسیوں کو اپنے اور اغیار کے ظلم وستم کے اندھیروں سے چھٹکارا دلاؤ، ان کے گھروں میں خزاں کی بجائے بہاریں لوٹا دو، غریب کی عزت پامال ہونے سے بچاؤ، اسے اس کا حق دو، نفرتوں کو مٹا کر محبت واخلاص کی فضا قائم کردو، امریکہ و یورپ کی غلامی کی بجائے غیرت ومحبت کا سبق یاد کرو۔ دیکھنا یہاں بھی عزت ملے گی اور اس جہان بھی اللہ تعالیٰ ورسول اللہ جل مجدہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے انعامات کی بارش ہوگی۔

درود شریف

الصلاة والسلام عليك يارسول الله

کا ثبوت

﴿حافظ محمد نصر اللہ مدنی آسوی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درودِ ابراہیمی نماز کے ساتھ خاص ہے : حضرت ابی مسعود عقبہ بن عمرو رضی اللہ بیان کرتے ہیں ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور سامنے آ کر بیٹھ گیا کہنے لگا ﴿یا رَسُوْلَ اللهِ اَمَّا السَّلامُ عَلَیْكَ فَقَدْ عَرَفْنَاهُ فَكَیْفَ نُصَلِّی عَلَیْكَ اِذَا نَحْنُ صَلَّیْنَا فِی صَلاتِنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ فَصَمَتَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَتّٰی اَحْبَبْنَا اَنَّ الرَّجُلَ لَمْ یَسْاَلْهُ فَقَالَ: اِذَا اَنْتُمْ صَلَّیْتُمْ عَلَیَّ فَقُوْلُوْا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ . یارسول اللہ! سلام پڑھنے کو تو ہم نے سمجھ لیا ہے اب فرمائیے کہ ہم نماز میں آپ پر صلوٰۃ کیسے پڑھیں؟ رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے یہاں تک کہ ہم نے سوچا کاش وہ سوال ہی نہ کرتا، پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم نماز میں صلوٰۃ پڑھو تو یوں کہا کرو: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ (الحدیث) (احمد حدیث:۱۲۲۴۳ جلد ۵ ص:۹۷) مستدرک الحاکم وابن حبان، ابن خزیمہ، دار قطنی، بیہقی

قاضی شوکانی غیر مقلد (م۱۲۵۰ھ) کا فتویٰ کہ:

درودِ ابراہیمی نماز ہی کے ساتھ خاص ہے غیر مقلدین کے امام محدث شوکانی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وفيه تقييد الصلاة عليه ﷺ بالصلاة، فيفيد ذلك أن هذه الألفاظ المروية مختصة بالصلاة، وأما خارج الصلاة فيحصل الامتثال بما يفيده قوله سبحانه تعالىٰ - ﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾ فإذا قال القائل [اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ] فقد امتثل الأمر القرآني۔

اس حدیث میں نبی پاک ﷺ پر درودِ ابراہیمی پڑھنے کو نماز کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ یہ روایت کردہ درودِ ابراہیمی نماز ہی کے ساتھ خاص ہے۔ لیکن نماز سے باہر حکمِ ربانی کی تعمیل اللہ تعالیٰ کے ارشاد ﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ ......، الآیہ﴾ کے مطابق عمل کرنے سے حاصل ہو جائیگی پس کہنے والے نے کہا ﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ﴾ (اے اللہ! درود و سلام بھیج حضرت محمد ﷺ پر) تو اس نے قرآن مجید کے حکم پر عمل کیا۔ (تحفۃ الذاکرین ص:۱۴۷-۱۴۸) باب التشہد)

اکابرین وہابیہ کا متفقہ فتویٰ

وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے غیر مروی درود شریف کو جائز قرار دیا ہے لکھتے ہیں کہ: یہ کوئی شرط نہیں کہ بندہ مومن جس درود شریف کو پڑھے وہ ایسی صفت پر ہو جو آپ ﷺ سے ثابت ہو بلکہ درود شریف ماثور کے اسم کا اس پر صادق آنا ہی معتبر ہے اگر چہ وہ درود شریف جو تعلیم کے طریقہ سے وارد ہے زیادہ تام زیادہ کامل زیادہ فضیلت والا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ غیر مروی درود شریف اس درود شریف کے نیچے داخل نہیں جس کے ثواب کی نشان وہی آپ ﷺ نے درود شریف پڑھنے والے کے لئے فرمائی ہے۔ مروی صیغوں سے ہو یا غیر مروی صیغوں سے پڑھنے والا یقیناً اس ثواب کا مستحق ہوگا جس کا وعدہ احادیث صحیحہ میں وارد ہوا ہے۔ (نزل الابرار ص 78-77 طبع بیروت)

اب دیکھتے ہیں رانا پسروری اپنے اس نواب پر کیا فتوی لگاتا ہے۔ جو تمام غیر مروی درود شریف پڑھنے کی اجازت دے رہا ہے۔

وہابیہ کے امام عبدالجبار غزنوی نے درود شریف اور دعاؤں کے ماثور میں اضافہ الفاظ کو بدعت قرار دینے کے رد میں لکھا ہے کہ:

میرے فہم میں یہ سب تشددات ہیں الفاظ ماثور پر اگر کچھ الفاظ حسنہ زیادہ ہو جاویں اس میں کوئی مضائقہ نہیں...... بہت مواقع میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام اور علماء اسلام الفاظ ماثورہ پر درود شریف اور دعاؤں میں بعض الفاظ زیادہ کرتے تھے اور یہ تعامل بلا نکیر جاری رہا۔ (فتاوی نذیریہ ص ا ج ۲)

اس فتوی پر نذیر حسین دھلوی وہابی اور وہابی شمس الحق عظیم آبادی کا بھی حوالہ لکھا ہے۔ (عون المعبود ص 409 ج 4)

اب بھی سعودی عرب اور بالخصوص حرمین کے امام حدیث میں منقول دعاؤں میں اضافہ کر کے دعا مانگتے ہیں ان کی دعاؤں کی کیسٹیں بھی موجود ہیں اور کتابیں بھی چھپی ہیں اگر یقین نہیں تو رمضان المبارک میں خود جا کر وتروں میں ان کی دعائیں سنی جا سکتی ہیں۔

وہابیوں کے اکابر کے ٹھوس حوالہ جات کے باوجود ان لوگوں کا اصرار کہ درود ابراہیمی کے علاوہ کوئی درود نہیں یا اس میں اضافہ بدعت ہے کیا معنی رکھتا ہے۔ ان بدعت کہنے والوں کا فتوی سب سے پہلے اپنے اکابر پر لگتا ہے کہ وہ خود ہی بدعتی اور بدعت کا سبق پڑھانے والے ہیں یہ بدعتی خود ہیں اور کہتے دوسروں کو ہیں۔ آپ ان کے درود شریف کے الفاظ پڑھ چکے ہیں جو درود ابراہیمی کے علاوہ ہیں بلکہ بدعت کہنے والوں نے بھی وہی درود شریف لکھا ہے جو حدیث سے ثابت نہیں پھر کس منہ سے دوسروں کو بدعتی کہتے ہیں اگر دوسروں کو بدعتی کہنے کا شوق پورا کرنا ہے تو آج سے درود شریف ,,صلی اللہ علیہ وسلم،، کی بجائے درود ابراہیمی پڑھا جائے۔ جس پر یہ ہرگز عمل نہیں کر سکتے۔

حدیث رسول میں اضافہ: دوسروں کو بدعتی اور مشرک کہنے والے اس بدعتی رانا شفیق پسروری کی اپنی جہالت کا عالم یہ ہے کہ اس نے حدیث کے الفاظ میں بھی اضافہ کر دیا ہے۔ لکھتا ہے کہ حضرت ابن عمر کی مجلس میں ایک آدمی کو چھینک آ گئی تو اس نے کہا ﴿ الحمد لله و الصلاة والسلام علی رسول الله ﴾ (دیکھو ہفت روزہ اہل حدیث 18 اکتوبر 2010ء) اس حدیث میں و الصلاۃ کے الفاظ نہیں ہیں رانا صاحب نے اپنی طرف سے اضافہ کر کے بدعت کے مرتکب ہوئے ہیں۔ جس پر انہیں توبہ کرنی چاہئے اور مناظر بننے سے پہلے حدیث کا علم حاصل کرنا چاہئے۔

رانا شفیق پسروری لکھتا ہے: اس حدیث سے دو باتیں واضح ہیں: (۱) اذان کے بعد رسول اللہ ﷺ پر درود واجب و فرض ہے۔ (۲) درود اذان کے بعد ہے۔ اس صریح حکم کے ہوتے ہوئے کوئی درود کو اذان سے پہلے کر لے تو کیا یہ رسول اللہ ﷺ کی صریح مخالفت نہ ہوگی اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والا، آپ کا انکار کرنے والا ہے جو کہ جہنمی ہے تیسرا یہ کہ اس نے ایسا درود اختیار کیا جو شرکیہ الفاظ پر مبنی ہے۔ چوتھا غلط کام کی وجہ سے فتنہ فساد پھیلانا شروع کیا۔ (ہفت روزہ اہل حدیث 22 اکتوبر 2010ء) بہر حال یہ درود خلاف محبت رسول اللہ ہے مضمرات میں سے پانچواں یہ ہے کہ اس کی وجہ سے امت محمدیہ میں فتنہ و فساد پھیل رہا ہے۔

جواب: درود پڑھنے سے فساد پھیلتا ہے (نعوذ باللہ) یہ اسی طرح ہے جیسے فرعون نے کہا تھا ﴿ اور فرعون نے کہا مجھے چھوڑ دو کہ میں موسی علیہ السلام کو

مار ڈالوں اسے چاہئے کہ وہ اپنے رب کو پکارے ﴿اِنِّی اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَکُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الارضِ الْفَسَادَ﴾ مجھے تو یہ ڈر ہے کہ کہیں یہ تمہارا دین نہ بدل ڈالے یا ملک میں کوئی بہت بڑا فساد برپانہ کردے۔﴾ (سورہ المؤمن آیت:۲۶) فرعون حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فسادی اور دین تبدیل کرنے والا کہہ رہا تھا حالانکہ فسادی خود تھا اسی طرح وہابی سنیوں کو کہہ رہے ہیں کہ یہ درود پڑھتے ہیں یہ فسادی ہیں حالانکہ فسادی خود ہیں ہم درود والے ہیں یہ بارود والے ہیں خودکش دھماکے کر کے مسلمانوں کو ناحق قتل کرنے والے۔انہیں لوگوں کے متعلق نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ ,,وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑیں گے۔(بخاری 3334 مسلم 1064 مشکوۃ 5894)

کیا وہابی ہر ہر لحہ رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھتے ہیں: رانا شفیق پسروری لکھتا ہے: جب کہ اہل حدیث کا ہر ہر لحہ رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھتے ہوئے گذرتا ہے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث 3 دسمبر 2010ء) کیا وہابی ہر ہر لحہ رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھتے ہیں تو پھر ہمیں زیادہ درود پڑھنے پر کیوں روکتے ہیں اگر ہر لحہ نہیں پڑھتے تو جھوٹے ہیں اور جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہے اور اگر سچے ہیں تو پھر اذان کے ساتھ درود پڑھنے پر اعتراض کرنا جہالت ہے کہ خود تو ہر لحہ درود پڑھ رہے ان کا کوئی لحہ بھی درود کے بغیر نہیں گذرتا ہم اگر اذان کے ساتھ پڑھ لیں تو انہیں تکلیف کیوں ہوتی ہے۔پھر کہتا ہے: اذان سے پہلے درود پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ کی صریح مخالفت نہ ہوگی اور رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والا، آپ کا انکار کرنے والا ہے جو کہ جہنمی ہے۔اگر یہی بات ہے تو پھر یہ خود رسول اللہ ﷺ کا انکار کرنے والے اور جہنمی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے نماز کے طریقہ کو بدل دیا ہے۔

وہابیوں نے نماز کا طریقہ بدل دیا: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس طرح نماز پڑھو جسطرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو۔(بخاری) اور رسول اللہ ﷺ نے جوتی پہن کر نماز پڑھی ہے۔(بخاری حدیث 373 کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ فی النعال) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہود کی مخالفت کرو بیشک وہ اپنے جوتوں اور موزوں میں نماز نہیں پڑھتے۔(ابوداود حدیث 556 مشکوۃ حدیث 765)
اب کوئی وہابی جوتی میں نماز نہیں پڑھتا لہذا یہ اپنے فتوی سے خود ہی منکر رسول اور جہنمی ہو گئے۔

تہبند باندھ کر نماز پڑھنا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب نماز پڑھو تو تہبند باندھ لو اور چادر اوڑھ لو اور یہودوں کی مشابہت نہ کرو۔(الکامل فی ضعفاء الرجال رقم ترجمہ نصر بن حماد) نبی کریم ﷺ نے تہبند باندھ کر نماز پڑھی ہے اور اسی طرح نماز پڑھنے کا حکم دیا۔شلوار کبھی نہیں پہنی وہابی شلوار پہن کر نماز پڑھتے ہیں انہوں نے اس سنت کو ترک کر دیا ہے اور جو تارک سنت ہو وہ وہابیوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والا، آپ کا انکار کرنے والا ہے اور جہنمی ہوتا ہے۔ لہذا وہابیوں کو تہبند باندھ کر نماز پڑھنی چاہئے ورنہ وہ اپنے فتوی سے خود ہی منکر رسول اور جہنمی ہو جائیں گے۔ ننگے سر نماز پڑھنا خلاف سنت ہے۔ کسی حدیث میں ننگے سر نماز پڑھنے کا حکم نہیں ہے سوائے حج کے موقع پر۔امام شعرانی لکھتے ہیں نبی ﷺ نماز میں عمامہ یا ٹوپی کے ساتھ سر ڈھانپنے کا حکم دیتے تھے اور ننگے سر نماز پڑھنے سے منع فرماتے تھے۔(کشف الغمہ ج۱ص ۸۷) وہابی اس سنت سے محروم ہیں اور ننگے سر رہ کر بدعت کا ارتکاب کر رہے ہیں اور جو تارک سنت ہو وہ وہابیوں کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرنے والا، آپ کا انکار کرنے والا ہے اور جہنمی ہوتا ہے۔ لہذا وہابیوں کو سر ڈھانپ کر نماز پڑھنی چاہئے ورنہ وہ اپنے فتوی سے خود ہی منکر رسول اور جہنمی ہو جائیں گے۔

گھر کی گواہی وہابیوں کے نامور محدث محب اللہ راشدی کا بیان: میرے علم میں سوائے حج اور عمرہ کے کوئی ایسی صحیح حدیث دیکھنے میں نہیں آئی جس میں یہ ہو کہ آنحضرت ﷺ ننگے سر گھومتے پھرتے تھے یا کبھی سر مبارک بغیر عمامہ وغیرہ تھا(چہ جائیکہ) مسجد میں آ کر عمامہ وغیرہ اتار کر رکھ لیا اور

ننگے سر نماز پڑھنا شروع کردی کسی دوست کی نظر میں ایسی کوئی حدیث ہو تو ہمیں ضرور مستفید کیا جائے۔ آج کل نئی نسل نے خصوصاً اہل حدیث جماعت کے افراد نے ننگے سر نماز پڑھنے کا معمول بنالیا ہے، اسے چلتے ہوئے فیشن کا اتباع تو کہا جاسکتا ہے مسنون نہیں یا کسی چیز کے جائز ہونے کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہے کہ مندوبات و مستحبات کو بالکل ترک کردیا جائے۔ صحیح حدیث تو کجا مجھے ایسی ضعیف حدیث بھی نہیں ملی جس میں یہ ہو کہ نبی کریم ﷺ گھر سے اس حال میں نکلے کہ سر پر عمامہ وغیرہ تھا لیکن مسجد میں آتے ہی اس کو اتار لیا اور ننگے سر نماز پڑھی۔ اور اگر ننگے سر نماز پڑھنے کے مسنون ہونے کا مدار آپ حضرات ایک کپڑے میں نماز پڑھنے والی حدیث پر ہی رکھتے ہیں تو بسم اللہ آپ گھر سے ہی کریں کہ ایک کپڑے کے سوا سب کپڑے اتار کر پھر مسجد میں آیا کریں اور اس طرح نماز بھی پڑھ لیں۔ یہ اچھی ستم ظریفی ہے کہ گھر سے تو شلوار، قمیص کوٹ وغیرہ پہن کر آتے ہیں اور مسجد میں داخل ہونے کے بعد صرف پگڑی یا ٹوپی اتار کر نماز پڑھنا شروع کردی یہ مطلب سراسر غلط ہے۔ (کتاب: نماز میں سر ڈھانپنے کا مسئلہ محب اللہ راشدی ناشر ادارہ امر بالمعروف حسین خانوالہ نمبر ۸ چونی ضلع قصور)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ: سعودی عرب کے چھپے ہوئے وہابی محمد جوناگڑھی کے اردو ترجمہ قرآن کے ص **1190:** صلاح الدین یوسف حاشیہ میں لکھتے ہیں: علاوہ ازیں حدیث میں درود کے اور بھی صیغے آتے ہیں، جو پڑھے جاسکتے ہیں۔ نیز مختصراً (صَلی اللہ علی رسول اللہ وسلم) بھی پڑھا جاسکتا ہے تاہم ,,الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ،، پڑھنا اس لئے صحیح نہیں کہ اس میں نبی ﷺ سے خطاب ہے اور یہ صیغہ نبی کریم ﷺ سے عام درود کے وقت منقول نہیں ہے اور التحیات میں ﴿السلام علیك ایها النبی﴾ چونکہ آپ سے منقول ہے اس وجہ سے اس وقت میں پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں۔ مزید برآں اس کا پڑھنے والا اس فاسد عقیدے سے پڑھتا ہے کہ آپ ﷺ اسے براہ راست سنتے ہیں۔ یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے خلاف اور اس عقیدے سے مذکورہ خانہ ساز درود پڑھنا بھی غیر صحیح ہے۔ اسی طرح اذان سے قبل اسے پڑھنا بھی بدعت ہے جو ثواب نہیں گناہ ہے۔ (نعوذ باللہ)

اگر غیر منقول درود پڑھنا جائز نہیں تو کس قانون سے یہ درود (صَلی اللہ علی رسول اللہ وسلم) پڑھنا جائز ہوگا جس کی اجازت یوسف صاحب دے رہے ہیں۔ اور پھر مزے کی بات یہ ہے ,,الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ،، کو خانہ ساز درود کہا ہے۔ اور دوسری طرف اسی درود کو درود تسلیم کر کے پڑھنے کی اجازت دے رہے ہیں۔ لکھتے ہیں: نبی کریم ﷺ کی قبر اطہر پر کھڑے ہو کر کیا پڑھا جائے؟ حضرت عبداللہ بن عمر کا یہ عمل نقل ہوا ہے کہ وہ ,,الصلاۃ والسلام علیک یارسول اللہ،، پڑھا کرتے تھے۔ اس لئے اگر کوئی یہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے (ماہنامہ حرمین جہلم جنوری 1992ء) اس سے ثابت ہوگیا کہ جھوٹے کی بات میں تضاد ضرور ہوتا ہے۔ ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ یہ درود خانہ ساز ہے اور دوسری طرف تسلیم کر رہے ہے کہ حضرت ابن عمر نے یہ درود پڑھا ہے۔ دراصل یہ صحابہ کرام کے گستاخ ہیں ان کے درود وسلام کو خانہ ساز اور شرکیہ درود کہتے ہیں۔ جب خدا دین لیتا ہے تو حماقت آہی جاتی ہے۔

گھر کی گواہی: وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے کہا کہ: شب بعثت میں سنگ ودرخت نے آپ کو سلام کیا اور کہا ﴿الصلاۃ والسلام علیك یارسول اللہ﴾ (الشمامۃ العنبریہ ص 71) وہابیہ کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ: ذکر ولادت سرور کائنات قیام میں سب کے سب درود بصیغہ مخاطب دست بستہ ﴿الصلاۃ والسلام علیك یارسول اللہ﴾ پڑھنے لگ جاتے ہیں۔ (اہل حدیث کا مذہب ص 34 طبع کراچی) اگر یہ درود خانہ ساز اور شرکیہ ہے تو کس لئے وہابیوں کے مولوی یہی خانہ ساز درود لکھتے اور پڑھتے رہے ہمیں بدعتی کہنے سے پہلے ان پر بدعتی ہونے کا فتوی جاری کرو۔ اگر غیرت مند ہو۔ دعوت انصاف ہے شرک کا فتوی سب کے لئے برابر ہونا چاہئے تمہارے فتوی سے تمہارے مولوی بھی بچ نہیں سکتے۔

نواب صدیق حسن بھوپالی دلائل الخیرات اور درود پڑھتے رہے: وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے لکھا ہے کہ: حضرت شیخ اکبر نے اس صیغہ ,, تُنَجِّینَا ،، کوایک کنز کنوز عرش سے بتایا ہے اور کہا کہ جو شخص اس کو جوف لیل میں ہزار بار پڑھے گا اس کی حاجت دنیاوی و دینی بہت جلد درجہ اجابت کو پہنچے گی۔ صاحب دلائل الخیرات نے اس کے اسرار و منافع بہت بیان کئے ہیں۔ مولوی قطب الدین دہلوی کو اجازت اس صیغہ کی یوں دی تھی کہ ہر روز ستر بار واسطے قضائے حوائج کے پڑھے، انہوں نے اس کی عام اجازت دی ہے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ جو کوئی اس درود شریف کو شب جمعہ میں ہزار بار پڑھے گا وہ نبی پاک ﷺ کو خواب میں دیکھے گا اور اس کے سارے حوائج پورے ہوں گے۔ بعض کا لفظ یہ ہے۔ ﴿ من قرء هذه الصلاة الف مرة فَرَّجَ اللهُ هَمَّهُ وَبَلِيَّتَهُ بِبَرْكَةِ النبي ﷺ﴾

کرامت صاحب دلائل الخیرات: حضرت سید محمد بن سلیمان جزولی جنہوں نے کتاب ,,دلائل الخیرات شریف،، جمع فرمائی اور اس میں درود ,, تُنَجِّینَا ،، شریف درج فرمایا۔ وہ ایسے عارف باللہ اور عاشق رسول اللہ تھے کہ بعد از وفات شریف اس طرح ان کی کرامت کا ظہور ہوا کہ آپ کی قبر شریف سے کستوری کی خوشبو مہکتی تھی کیونکہ آپ زندگی میں درود پاک بہت زیادہ پڑھا کرتے تھے (مطالع المسرات) آپ کے وصال شریف کے (۷۷) سال بعد جب آپ کا جسد مبارک کھولا گیا تو دیکھا کہ آپ کا کفن بھی بوسیدہ نہیں ہوا تھا اور آپ بالکل صحیح سلامت ہیں جیسے آج ہی لیٹے ہیں نہ تو زمین نے آپ کو چھیڑا نہ کوئی حالت بدلی یہاں تک کسی نے براہ آزمائش آپ کے رخسار مبارک پر انگلی رکھ کر دبایا اور انگلی اٹھائی تو اس جگہ سے خون ہٹ گیا اور وہ جگہ سفید نظر آ رہی تھی پھر تھوڑی دیر بعد وہ جگہ سرخ ہوگئی جیسے زندوں کے جسم میں خون رواں ہوتا ہے اور یہ ساری بہاریں درود پاک کی کثرت کی برکت سے ہیں۔ (مطالع المسرات) مراکش میں آپ کی قبر پر عظیم جلال اور بہت رعب ہے اور لوگوں کا وہاں اجتماع ہوتا ہے اور آپ کے سپاہی ,,دلائل الخیرات شریف،، کثرت سے پڑھتے ہیں میں نے بھی ایک مدت دراز تک ,,دلائل الخیرات شریف،، کو قرامت کیا۔ (کتاب الداء والدواء از نواب صدیق حسن وہابی ص 119-155)

,,دلائل الخیرات شریف،، میں ﴿ الصلاة والسلام عليك يارسول الله ﴾ بھی لکھا ہوا ہے جسے نواب صدیق پڑھتے رہے اور اس کے ساتھ درود ,, تُنَجِّینَا ،، بھی پڑھتے رہے ہیں اگر یہ درود شریف پڑھنا شرک و بدعت ہیں تو سب سے پہلے فتویٰ امام الوہابیہ نواب صاحب پر لگے گا کہ وہ خانہ ساز اور غیر منقول درود کیوں پڑھتے رہے اور اگر یہ درود شریف پڑھنا شرک و بدعت ہے تو صاحب دلائل الخیرات کی یہ کرامت کیسے ظاہر ہوئی کہ ان کی قبر سے خوشبو آتی اور ان کا بدن ستتر (۷۷) سال بعد بھی تروتازہ تھا۔ شفیق پسروری صاحب اب کہاں جا چھپے ہو مرد بنو اور اپنے روحانی باپ نواب صاحب پر فتویٰ لگاؤ کہ یہ بھی مشرک تھا۔

بھائی شاہد صاحب نے مجھے ٹیلی فون پر بتایا کہ میں نے تمہارا یہ مضمون ایک وہابی کے سامنے رکھا کہ اس کا جواب دو کہ تمہارے مولوی یہ کہتے ہیں کہ درود صرف درود ابراہیمی ہے اور خود وہ درود نہیں پڑھتے بلکہ وہ درود پڑھتے ہیں جو حدیث سے ثابت نہیں کہنے لگا میں اپنے مولویوں کی نہیں حدیث کی بات مانتا ہوں۔ یعنی اس نے اس بات کا اقرار کرلیا کہ ہمارے مولویوں کا عمل حدیث کے خلاف ہے۔ اور حدیث کے خلاف عمل کرنے والا بدعتی ہے تو جب ان کے مولوی بھی اہل حدیث نہ رہے اہل بدعت ہو گئے تو عام ریڑھی لگانے والے اہل حدیث کیسے ہو سکتے ہیں وہ تو پہلے ہی جاہل ہیں یعنی وہابی اس کو کہتے ہیں جس کا کوئی رہنما نہ ہو بلکہ وہ اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتا ہو۔ اور جب انہیں حدیثیں دکھائی جاتی ہیں تو کہتے ہیں ہم اپنے مولویوں سے پوچھیں گے یعنی یہ حدیث کے نہیں اپنے مولویوں کے پیروکار ہیں۔ ان کی اندھی تقلید کرتے ہیں ہم صرف ایک امام کی تقلید کرتے ہیں ان کے امام کے امام ہزاروں ہیں۔

کیا یہ درود شریف ﴿ الصلاۃ و السلام علیك یارسول الله ﴾ غیر منقول اور خانہ ساز ہے

شجر و حجر نے خطاب کے صیغہ ساتھ آپ پر سلام پڑھا: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ میں تھا ہم اس کے بعض اطراف میں گئے تو کوئی درخت اور پتھر آپ کے سامنے نہ آیا مگر وہ کہتا تھا ﴿ السلام علیك یارسول الله ﴾ (ترمذی :3626 مشکوۃ:5919 سلسلۃ احادیث الصحیحہ از ناصر الدین البانی غیر مقلد :2670) اس روایت کو دیوبندی اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص210- سلیمان ندوی و شبلی نعمانی سیرت النبی ص341 ج3 وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے الشمامۃ العنبر یہ ص71 پر نقل کیا ہے

مفتی احمد یار خاں صاحب رحمہ اللہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہمارا یہ عرض کرنا ﴿ الصلاۃ و السلام علیك یارسول الله ﴾ شرک یا حرام نہیں بالکل جائز ہے اسے تو پتھر درخت بھی حرام نہیں سمجھتے اس کے منکرین پتھروں جانوروں سے بھی بدتر ہیں ہم نماز میں پڑھتے ہیں ﴿السلام علیك ایها النبی﴾ (مراۃ المناجیح 237/8)

﴿السلام علیك ایها النبی﴾ کا ترجمہ ہے :اے نبی تجھ پر سلام ہو اور الصلاۃ و السلام علیك یارسول الله کا ترجمہ ہے : اے اللہ کے رسول تجھ پر صلاۃ اور سلام ہو جب دونوں کا ترجمہ ایک ہے تو ایک جائز اور دوسرا ناجائز کیوں؟

عقل کے اندھو! یہ درود تو انبیاء کرام علیہم السلام کا ہے: شب معراج جب حضور سید عالم ﷺ بیت المقدس میں جلوہ گر ہوئے تو انبیاء کرام علیہم السلام نے ان کا استقبال کیا اور ان الفاظ سے سلام عرض کیا ﴿السلام علیك یااول السلام علیك یا آخر السلام علیك یا حاشر (تفسیر ابن کثیر ص5 ج3، تفسیر در منثور 4-192 دلائل النبوۃ للبیہقی 2-362 خصائص کبری 1-258، اس روایت کو دیوبند اشرف علی تھانوی نے نشر الطیب ص۷۹ وہابیہ کے شیخ الحدیث محمد علی ابناز سیالکوٹی نے معراج مصطفیٰ ص۱۲ وہابیہ کے الاعتصام ۲۰ دسمبر ۱۹۹۹ء پر بھی ذکر کیا ہے۔

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب نور محمدی میرے شکم اطہر میں جلوہ گر ہوا تو ایک رات حضرت آدم علیہ السلام خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: مرحبا یا محمد ﷺ ۔ایک رات حضرت شیث علیہ السلام خواب میں تشریف لائے اور کہا ﴿السلام علیك یارسول الله﴾

ایک رات حضرت ادریس علیہ السلام خواب میں تشریف لائے اور کہا ﴿السلام علیك یانبی الله﴾

ایک رات حضرت نوح علیہ السلام خواب میں تشریف لائے اور کہا ﴿السلام علیك یاحبیب الله﴾

ایک رات حضرت ہود علیہ السلام خواب میں تشریف لائے اور کہا ﴿السلام علیك یاصفوۃ الله﴾

ایک رات حضرت ابراہیم علیہ السلام خواب میں تشریف لائے اور کہا ﴿السلام علیك یارحمة الله﴾

ایک رات حضرت اسماعیل علیہ السلام خواب میں تشریف لائے اور کہا ﴿السلام علیك یامن اختاره الله﴾

اور یوں تمام انبیاء کرام علیہم السلام مجھے مبارک و خوشخبریاں دے رہے تھے اے آمنہ تجھے مبارک ہو کہ تو سید الانبیاء کی ماں بننے والی ہے۔ (نعمۃ الکبری از ابن حجر مکی ص۲۵-۲۶)

ہم اہل سنت جماعت انبیاء کرام والا درود شریف پڑھتے ہیں وہابی اسی درود کو شرک و بدعت اور خانہ ساز درود کہتے ہیں اتنی جہالت کہ ان عقل کے اندھوں کو علم ہی نہیں کہ یہ درود انبیاء کرام اور صحابہ کرام اور درود جبریلی اور درود صدیقی ہے یہ شرک و بدعت ہرگز نہیں ہوسکتا کیونکہ انبیاء کرام بھی معصوم اور فرشتے بھی معصوم ہیں جو ان کے درودوں کو شرک و بدعت کہے وہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔

جبریل علیہ السلام کا درود شریف: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جبریل علیہ السلام نے حاضر

ہو کر مجھے یوں سلام کیا ﴿السلام علیك یااوّلُ السلام علیك یا آخِرُ السلام علیك یا ظاہر السلام علیك یا باطن﴾ (شرح شفاعلی حاشیہ نسیم الریاض ص425 ج2 طبع ملتان)

صحابہ کرام کا درود: ﴿الصلاۃ والسلام علیك یارسول اللہ﴾ امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

﴿والمنقول أنھم کانوا یقولون فی تحیۃ:﴿الصلاۃ والسلام علیك یارسول اللہ﴾

منقول ہے کہ صحابہ کرام تحیہ پیش کرتے ہوئے بارگاہ رسالت میں یوں عرض کرتے تھے۔(نسیم الریاض ص454 ج3 طبع ملتان،طبع بیروت ج5 ص18)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ﴿السلام علیك یا نبی اللہ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں وہ مرتبہ ملا تھا جو کسی اور کو نہ ملا تھا، پس میں صبح سحری کے وقت حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوتا اور میں کہتا ﴿السلام علیك یا نبی اللہ﴾ اے نبی آپ پر سلام ہو۔(نسائی حدیث 1198 مشکوۃ حدیث 6106 کتاب المناقب باب مناقب علی)

افضل عمل: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حمزہ اور حضرت جعفر سے پوچھا ﴿ما وَجدتُّما أفضلَ الاعمالِ﴾ کہ تم نے کس عمل کو افضل پایا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: ﴿لا الہ الا اللہ﴾ میں نے کہا پھر اس کے بعد کونسا عمل؟ تو فرمایا: ﴿الصلاۃ علیك یا رسول اللہ﴾ میں نے کہا پھر اس کے بعد کونسا عمل؟ انہوں نے فرمایا: ﴿حُبُّ ابی بکر و عمر﴾ ابوبکر اور عمر سے محبت کرنا۔(الفردوس بماثور الخطاب ص399 حدیث نمبر 1615، کنزالعمال 11-571)

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تحقیق جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو میں بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں یوں سلام عرض کرتا ہوں ﴿السلام علیك یا رسول اللہ﴾۔(القول البدیع الصلاۃ علیہ عند دخول المسجد ص 185 طبع سیالکوٹ) حضرت علقمہ بن قیس کہتے جب تو مسجد میں داخل ہو تو اس طرح کہہ ﴿صلی اللہ وملائکتہ علی محمد السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ﴾۔(القول البدیع الصلاۃ علیہ عند دخول المسجد ص185) امام بخاری کے استاذ ابن سیرین فرماتے ہیں: جب لوگ(صحابہ) مسجد میں داخل ہوتے ہیں تو بارگاہ رسالت میں یوں سلام عرض کرتے ہیں ﴿صلی اللہ وملائکتہ علی محمد السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ﴾ (القول البدیع الصلاۃ علیہ عند دخول المسجد ص185)،،القول البدیع،،علامہ سخاوی کی درود شریف کے متعلق وہ معتبر کتاب ہے جسے غیر بھی تسلیم کرتے ہیں تبلیغی جماعت کے مولوی زکریا صاحب اپنی کتاب،،فضائل درود شریف میں اور عبدالغفور اثری وہابی نے،،احسن الکلام،،میں اور رانا شفیق پسروری وہابی نے اپنے مضمون،،شرعی اذان،،میں اسی کتاب سے استفادہ کیا ہے۔یعنی یہ کتاب سب کے نزدیک مستند ہے۔مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوگیا کہ ﴿السلام علیك ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ﴾ صرف نماز میں ہی نہیں نماز کے علاوہ بھی پڑھا جاسکتا ہے کوئی ممانعت نہیں بلکہ یہ صحابہ کرام کا طریقہ تھا کہ وہ روضہ رسول پر بھی اور مسجد میں داخل ہوتے وقت بھی یہ سلام پڑھا کرتے تھے اور اس کے علاوہ ﴿السلام علیك یا رسول اللہ﴾ بھی کہتے تھے اب ہم مسجد میں داخل ہوتے وقت ﴿السلام علیك یا رسول اللہ﴾ کہیں تو کسی کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے کیونکہ ہم صحابہ کرام کے مسلک پر عمل کرنے والے ہیں۔اور صحابہ کرام کے طریقہ سے روکنے والے بدعتی ہیں۔

وصال باکمال کے بعد صحابہ کا عرض کرنا ﴿السلام علیك یا رسول اللہ﴾ امیر المؤمنین حضرت سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال حاضرین صحابہ کرام کو وصیت فرمائی کہ میرے وصال کے بعد جب نماز جنازہ سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے سرکار دوعالم ﷺ کے روضہ

اطہر کے سامنے لے جانا اور عرض کرنا ﴿السلام علیك یا رسول الله﴾ ابوبکر حاضری کی اجازت چاہتا ہے۔ پس اگر دروازہ کھل جائے تو مجھے اندر دفن کر دینا ورنہ جنت البقیع میں لے جانا چنانچہ وصیت کے مطابق عمل کیا گیا۔ قفل گر گیا دروازہ کھل گیا اور آواز آئی پیارے کو پیارے سے ملا دو۔ (سیرت حلبی ص 365 ج3 تفسیر کبیر ص 87 ج21 جامع کرامات الاولیاء 379 شواہد النبوۃ 263 خصائص کبریٰ ج2 ص 291) اس واقعہ کو اشرف علی تھانوی نے ,,جمال الاولیاء ص 45،، پر دیوبندی مولوی زکریا فضائل حج میں ص (791) وہابیہ کے مجدد نواب صدیق حسن بھوپالی نے ,,تکریم المؤمنین،، ص 73) پر لکھا ہے۔

اس سے مسئلہ حیات النبی ﷺ بھی ثابت ہو گیا اور معلوم ہو گیا کہ ﴿السلام علیك یا رسول الله﴾ پڑھنا سنت صحابہ ہے۔

ان تمام حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ اس درود کو خانہ ساز درود یا شرکیہ درود کہنا وہابیوں کی بکواس ہے جس کی کوئی حیثیت نہیں اور یہ درود شریف صحابہ کرام کا معمول تھا۔

وہابیوں کے امام ابن قیم کا حوالہ: ابوبکر محمد بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا کہ حضرت شبلی آئے تو امام ابوبکر بن مجاہد نے اُٹھ کر ان استقبال کیا معانقہ کیا اور اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار آپ حضرت شبلی کی ایسی تعظیم کرتے ہیں حالانکہ آپ اور جمیع اہل بغداد انہیں دیوانہ تصور کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے اُن کا استقبال اسی طرح کیا ہے جیسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اُن کا استقبال کرتے ہوئے دیکھا وہ یوں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور شبلی حاضر خدمت ہوئے آپ نے اٹھ کر استقبال کیا اور اُن کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ شبلی کی اتنی عزت افزائی فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا :یہ ہر نماز کے بعد ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (سورۃ توبہ کی آخری آیات)

آخر سورت تک پڑھتا ہے اور تین مرتبہ کہتا ہے ﴿صَلَّى اللهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ﴾ فرماتے ہیں پھر حضرت شبلی میرے پاس آئے تو میں نے اُن سے پوچھا کہ تم نماز کے بعد کیا پڑھتے ہو تو انہوں بالکل اسی طرح بیان کیا۔ (وہابیوں کی کتاب ''جلاء الافہام،، لابن القیم ص ۲۳۴-الباب الرابع والمواطن الخامس والثلاثون، القول البدیع ص ۲۵۱-الباب الرابع ،دیوبندیوں کی کتاب ''تبلیغی نصاب،، فضائل درود شریف ص ۱۱۲)

شارح بخاری امام ابن حجر کے شاگرد امام سخاوی ''القول البدیع،، میں نقل کرتے ہیں: امام ابوبکر بن مجاہد نے فرمایا: أَلَا أَقُوْمُ لِمَنْ يُعَظِّمُهُ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ رأيتُ النبيَّ ﷺ في النوم فَقَالَ لي يا أبابكرٍ! إذَا كان في غَدٍ فَسَيُدْخِلُ عليكَ رَجُلٌ مِنْ اهْلِ الجنةِ فإذا جاءَكَ فَأكْرِمْهُ قَالَ ابْنُ مجاهدٍ: فَلَمَّا كانَ بعدَ ذلكَ بِلَيْلَتَيْنِ أو اكثرَ رأيتُ النبيَّ ﷺ في المنامِ فقال لي : يا أبا بكر أكْرَمَكَ اللهُ كما أكْرَمْتَ رَجُلاً مِنْ أهلِ الجنةِ فَقُلْتُ : يارسولَ اللهِ بِمَ اسْتَحَقَّ الشبليُّ هذا مِنْكَ؟ فَقَالَ: هذا رجُلٌ يُصَلِّي خَمْسَ صَلَوَاتٍ ويَذْكُرُنِي إِثْرَ كُلِّ صَلاةٍ وَيقْرَءُ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ الآية يقولُ ذلكَ منذُ ثَمَانِيْنَ سَنَةً أفلا أُكْرِمُ مَنْ يَفْعَلُ هَذَا . کیا میں اُس آدمی کے لئے کھڑا نہ ہوں جس کی رسول اللہ ﷺ تعظیم کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی آپ ﷺ مجھے ارشاد فرمایا: اے ابوبکر کل صبح تیرے پاس اہل جنت میں سے ایک آدمی آئے گا جب وہ آئے تو اس کا اکرام و تعظیم کرنا، فرماتے ہیں اس کے بعد دو یا اس سے زیادہ راتیں گذریں تو مجھے پھر رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی فرمایا: اے ابوبکر اللہ تیرا اکرام فرمائے جیسا کہ تو نے جنتی آدمی کا اکرام کیا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت شبلی کو آپ کے حضور اتنا قرب کیسے نصیب ہو گیا ارشاد فرمایا: یہ آدمی پانچ نمازیں پڑھتا ہے اور ہر نماز کے بعد مجھے یاد کرتا ہے اور اس آیت کی تلاوت کرتا ہے ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِنْ اَنْفُسِكُمْ﴾ (سورۃ توبہ کی آخری آیات) اور یہ اسی (۸۰) سال سے یہ عمل کر رہا ہے میں ایسے آدمی کا اکرام کیوں نہ کروں۔ (القول البدیع ص ۲۵۲-الباب الرابع)

مؤمن ہوں مومنوں پہ رؤف رحیم ہو سائل ہوں سائلوں کو خوشی لانہر کی ہے

ان دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ علامہ سخاوی اور محدث ابو بکر بن مجاہد اور ابن قیم وہابی اور مولوی زکریا دیو بندی کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ اپنی امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور یہ کہ بعد از وصال بھی حضور ﷺ کو لفظ یا کے ساتھ خطاب کرنا جائز ہے۔ اور ﴿الصلاۃ والسلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ﴾ پڑھنا جائز ہے یہ بناوٹی درود نہیں جیسا کہ وہابیوں کا خیال ہے اگر یہ درود پڑھنا جائز نہ ہوتا تو حضور ﷺ کبھی بھی حضرت شبلی کی تعظیم نہ کرتے اور نہ اس کو جنتی قرار دیتے۔ معلوم ہوا کہ سنی جنتی ہیں اور ان کی عزت و تکریم کرنے سے سرکار خوش ہوتے ہیں سنی یا رسول اللہ کہنے والے بدعتی نہیں مشرک نہیں رسول اللہ ﷺ کے محبوب ہیں سرکار ان کے بوسے لیتے ہیں سینے سے لگاتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی کہتے ہیں کہ یہ جنتی ہیں ان کی تعظیم کرنا۔ ان سے پیار کرنا۔ تو اب سنیوں کی دشمنی رسول اللہ ﷺ کی دشمنی ہے۔ اور رسول اللہ کی دشمنی اللہ کی دشمنی ہے۔

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

غوث وقت حضرت پیر مہر علی شاہ کا درود: سپاہ صحابہ کے سرپرست اعلیٰ ضیاء الرحمٰن فاروقی حضرت پیر مہر علی شاہ کو غوث وقت لکھا ہے۔ (تاریخی دستاویز ص ۱۱۳) حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں کلمہ ﴿الصلاۃ والسلام عَلَیْكَ یا محمد﴾ اس کثرت سے پڑھا جاتا ہے کہ ہر طرف یہی آواز کانوں میں سنائی دیتی ہے۔ ہمارے ملک کے بعض لوگ اسی قسم کی ندا و استغاثہ و استشفاع کو شرک کہتے ہیں۔ وہ اگرچہ نماز بظاہر اچھی طرح سے ادا کرتے ہیں لیکن حد ادب میں بہت کم نگاہ رکھنے کے باعث بے برکت رہتے ہیں۔ ہمارے ملک میں بعض مولوی ایسے ہیں کہ جہاں کسی نے ﴿الصلاۃ والسلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ﴾ کہا وہ فوراً اسے مشرک قرار دیتے ہیں حضرت ساریہ کو حضرت عمر کی نداء بھی ندائے غیب تھی مگر حضرت ساریہ کا حضرت عمر کی نداء سے مطلع ہو جانا ثابت کرتا ہے کہ حق تعالیٰ غیب کو ظاہر کر سکتا ہے اور اپنے بندوں پر فی الوقع ایسا کرتا ہے۔ (ملفوظات مہریہ ص 89-79 طبع گولڑہ شریف) آپ کے فتاویٰ میں بھی درود مستغاث کا جواز موجود ہے۔ (فتاوی مہریہ ص ۲۳)

آپ کے سوانح نگار نے لکھا ہے کہ: جہاز میں ایک صاحب درود مستغاث پڑھ رہے تھے جس میں ایک فقرہ ﴿المستغاث الی حضرة اللہ تعالی الصلاۃ والسلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ﴾ بار بار آتا ہے۔ یہ درود شریف اکثر بزرگان دین اور خصوصاً قبلہ عالم پیر مہر علی شاہ صاحب اور ان کے متوسلین کے معمولات میں سے ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: اس کا ہرگز ناغہ نہ کرنا چاہئے کیونکہ اس میں عجیب و غریب تاثیرات ہیں۔ (مہر منیر ص ۱۱۷)

آج بھی روضہ رسول پر تمام مکاتب فکر یہی درود شریف پڑھتے ہیں: سعودیہ کے سب سے بڑے مفتی عبدالعزیز بن باز لکھتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے قبر انور کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور پست آواز کے ساتھ اس طرح سلام کرے۔ السلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ ورحمة اللہ وبرکاتہ

السلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ ☆ السلام عَلَیْكَ یَا نبی اللہ

السلام عَلَیْكَ یَا خیرة اللہ من خلقه ☆ السلام عَلَیْكَ یَا سید المرسلین وإمام المتقین﴾

کیونکہ ابو داود شریف کی حدیث میں ہے کہ آپ سلام کا جواب عطا فرماتے ہیں اور پھر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو سلام کرے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب رسول اللہ ﷺ اور شیخین پر سلام پیش کرتے تو غالباً اس سے زیادہ نہیں کہتے تھے۔ ﴿السلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ السلام عَلَیْكَ یَا ابابکر السلام عَلَیْكَ یَا ابتاہ﴾ (التحقیق والایضاح لحج والعمرة عربی مطبوعہ سعودیہ عربیہ طبع 1422ھ ص 91-90)

سعودیہ کے سب سے بڑے مفتی بھی یہ درود و سلام پڑھنے کا کہہ رہے ہیں جسے نجدی خانہ ساز اور شرکیہ درود کہتے ہیں اب وہابی اپنے مفتی سے

پوچھیں کہ تم ہمیں شرکیہ درود کی تعلیم کیوں دے رہے ہو۔ ہمیں مشرک بنا رہے ہو تمہیں اس درود کے علاوہ کوئی درود نہ مل سکا ہم تو لوگوں یہی سبق دیتے ہیں کہ سعودیوں کی توحید بالکل صحیح ہے اور تم یہ شرکیہ درود سکھا کر ہماری محنت پر پانی پھیر رہے ہو۔ امام اہل سنت ایسی ہی نجدیوں وہابیوں کے متعلق فرماتے ہیں

؎ شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب — اس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

ناصرالدین البانی: وہابیوں کے محدث ناصرالدین البانی لکھتے ہیں: مشروع یہ ہے کہ قبر اطہر پر مختصر سلام کا ہدیہ بھیجا جائے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے وہ اسی طرح سلام کہتے ﴿السلام عَلَيْكَ يَا رسول الله ورحمة الله وبركاته﴾ (حج نبوی ص166 طبع فیصل آباد) اس کتاب کا ترجمہ وہابی مولوی صادق خلیل نے کیا ہے۔ یہ وہ وہابیوں کا محدث ہے جس پر پوری دنیائے وہابیت کو ناز ہے۔ وہ بھی بقول شفیق پسروری شرکیہ درود کی تعلیم دے رہا ہے وہابیوں کو چاہئے تھا کہ پہلے اپنی کتابوں کا مطالعہ کر کے گھر سے تبلیغ شروع کرتے تا کہ وہ ذلیل ورسوانہ ہوتے۔

مولوی محمد صدیق وہابی: مشہور وہابی محقق مولوی محمد صدیق وہابی آف سرگودھا لکھتا ہے۔ روضہ نبوی پر ان کلمات سے درود پڑھا جائے تو جائز ہے۔ ﴿الصلاة والسلام عَلَيْكَ يَا رسول الله﴾ (راہ سنت 116 ص طبع سرگودھا)

وہابی حافظ محمد گوندلوی، مولوی ابوالبرکات: حافظ محمد گوندلوی، مولوی ابوالبرکات آف گوجرانوالہ لکھتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ کے روضہ پر اس طرح درود پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ ﴿الصلاة والسلام عَلَيْكَ يَا رسول الله﴾ (فتاوی برکاتیہ ص177 فتاوی علمائے اہل حدیث ص15 ج9) اس فتوی کی تصدیق وہابیوں کے محدث حافظ محمد گوندھلوی نے کی ہے۔

عبدالسلام بستوی: وہابیوں کے جید عالم عبدالسلام بستوی لکھتے ہیں کہ: اگر کسی نے رسول اللہ ﷺ کو سلام عرض کرنے کی درخواست کی ہے تو اس کی طرف سے سلام کا پیغام پہنچا دو اگر تم عربی جانتے ہو تو عربی میں ورنہ اردو میں مثلاً راقم الحروف نے تم سے اپنا سلام دربار رسالت میں پہنچانے کی درخواست کی ہے تو یوں کہو: ﴿الصلاة والسلام عَلَيْكَ يَا رسول الله من عبد السلام بعدد معلومات الله﴾ آپ ﷺ سلام سن کر جواب دیتے ہیں۔ (اسلامی تعلیم ص826 ج1 طبع لاہور)

کاش چھوٹے وہابیوں کو بھی عبدالسلام بستوی کی بات سمجھ میں آ جائے کہ رسول اللہ ﷺ زندہ ہیں آپ ﷺ سلام سن کر جواب دیتے ہیں۔ اور وہابی بحث مباحثہ چھوڑ کر ﴿يَا رسول الله﴾ کہنا شروع کر دیں۔ ہماری نہیں اپنے مولویوں کی بات ہی مان لیں یا پھر ہم پر شرک کا فتوی لگانے سے پہلے اپنے مولویوں پر لگائیں۔

؎ غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل — یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

رشید احمد گنگوہی: دیوبندی رشید احمد گنگوہی نے روضہ اطہر پر بارگاہ رسالت میں حاضری کے وقت یہ سلام عرض کرنے کا لکھا ہے۔

﴿السلام عَلَيْكَ يَا رسول الله﴾ ﴿السلام عَلَيْكَ يَا خير خلق الله﴾

(رحمت کائنات 387 تسکین الصدور 377 زبدۃ المناسک 135 تالیفات رشیدیہ ص649)

سرفراز گکھڑوی: دیوبندیوں کے محدث اعظم سرفراز گکھڑوی لکھتے ہیں کہ: ہم اور تمام اکابر ﴿الصلاة والسلام عَلَيْكَ يَارسول الله﴾ کو بطور درود شریف پڑھنے کے جواز کے قائل ہیں۔ (درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ ص 75 طبع گوجرانوالہ)

چھوٹے دیوبندیوں کو بھی سمجھا دو کہ وہ اپنے کی کتابیں پڑھا کریں تا کہ جھگڑیں ختم ہوں۔ جب بڑے پڑھ رہے ہیں تو چھوٹوں کو یہ درود پڑھنے سے

کیوں تکلیف ہوتی ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ صرف روضہ پاک پر ہی نہیں بلکہ ہر جگہ سے ﴿ الصلاۃ والسلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ﴾ پڑھا جا سکتا ہے۔

لاہور کے دیوبندیوں نے ایک رسالہ شائع کیا ہے اس میں لکھا ہے کہ: وہابیہ ندا یا رسول اللہ ﷺ کو بھی حرام اور شرک کہتے ہیں ﴿ الصلاۃ والسلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ ﴾ کو بھی قطعاً ناجائز کہتے ہیں اور حرمین شریفین کے رہنے والے سعید محترم بزرگوں کو جن کا محبوب ترین مشغلہ ہی صلوۃ وسلام ہے یہ لوگ بہت برا بھلا کہتے ہیں۔(عقائد نجدیہ وہابیہ اور علمائے دیوبند ص ۸)

حسین احمد مدنی: دیوبندی مذہب کے شیخ الاسلام حسین احمد مدنی لکھتے ہیں کہ: وہابیہ خبیثہ یہ صورت نہیں نکالتے، اور جملہ انواع کو منع کرتے ہیں، چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا ﴿ الصلاۃ والسلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ﴾ کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں، اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں، اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں، حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ صور درود شریف کو اگرچہ بصیغہ ندا و خطاب کیوں نہ ہو، مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔(شہاب ثاقب ص 65 طبع دیوبند)

اس عبارت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے:

(۱) اہل مکہ و اہل مدینہ ﴿ الصلاۃ والسلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ﴾ پڑھتے ہیں۔

(۲) دیوبندی اکابر کے نزدیک بھی ﴿ الصلاۃ والسلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ﴾ جائز ہے اور وہ اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔

(۳) ﴿ الصلاۃ والسلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ﴾ سے روکنے والے خبیث قسم کے وہابی ہیں۔ اہل سنت کو مشرک بدعتی کہنے والے اپنے اکابر کے عقائد سے بھی ناواقف ہیں۔ یعنی بالکل جاہل ہیں اور یہ سارے جھگڑے جہالت کے ہیں۔

قاسم نانوتوی: بانی مدرسہ دیوبند قاسم نانوتوی لکھتے ہیں کہ: اور ﴿ الصلاۃ والسلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ﴾ بہت مختصر ہے...... یہ پیغام فرشتے پہنچاتے ہیں۔(فیوض قاسمیہ ص 49 طبع دیوبند)

اشرف علی تھانوی: دیوبندی حکیم الامت اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔ یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ سے ﴿ الصلاۃ والسلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ﴾ (شکر النعمہ بذکر الرحمہ ص ۱۸)

اب دیوبندیوں نے اس کتاب سے یہ حوالہ نکال دیا ہے۔

تبلیغی جماعت کے شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب: تبلیغی جماعت کے شیخ الحدیث مولوی محمد زکریا صاحب لکھتے ہیں۔

بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود وسلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے ﴿ السلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ﴾ وغیرہ کے ﴿ الصلاۃ والسلام عَلَیْكَ یَا رسول اللہ﴾۔ اس طرح اخیر تک سلام کے ساتھ الصلاۃ کا لفظ بھی بڑھا دے تو زیادہ بہتر ہے۔(فضائل درود ص 25 فضائل اعمال ص 702) مزید شفاء شریف کے حوالہ سے لکھتے ہیں: جو شخص حضور ﷺ کی قبر انور کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھے ﴿ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴾ اس کے بعد ستر بار ﴿ صلی اللہ عَلَیْكَ یَا محمد﴾ کہے تو ایک فرشتہ کہتا ہے: اے شخص اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل کرتا ہے اور اس کی ہر حاجت پوری کر دی جاتی ہے۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ ﴿ صلی اللہ عَلَیْكَ یَا محمد﴾ کی جگہ یَا رسول اللہ کہے تو زیادہ بہتر ہے۔(فضائل حج از محمد زکریا ص 745) (جاری ہے۔ تیسری قسط اذان سے قبل درود شریف ہوگی انشاء اللہ عزوجل)

......☆☆...

تحدیث نعمت کا مفہوم

﴿علامہ محمد رمضان اویسی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جو انعامات اللہ تعالیٰ نے فرمائے وہ احاطۂ شمار میں لانا ناممکن ومحال ہیں، بلکہ دنیا و مافیھا میں جو نعمتیں موجود ہیں بلکہ جو کچھ موجود ہے وہ صدقہ ہے سرکار دوعالم ﷺ کا۔ میرے اور آپ کے آقا حبیب کبریاء احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم امت کے لئے تحدیث نعمت کے طور پر چند نعمتوں کا تذکرہ فرمایا ان میں سے چند قارئین کی نظر کرتا ہوں۔

1: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا قائد المرسلین ولا فخر

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں رسولوں کا قائد ہوں اور کوئی فخر نہیں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین صلوٰت اللہ والسلام علیہ۔ الفصل الثانی ۵۱۴)

2: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا دعوۃ ابراھیم و بشارۃ عیسیٰ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

(مشکوٰۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین صلوٰت اللہ والسلام علیہ۔ الفصل الثانی ۵۱۳)

3: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اناخاتم النبیین لا نبی بعدی ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (سنن ابی داؤد آخر کتاب الخاتم کتاب الفتن والملاحم ۲/۲۳۴)

4: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا احمد

ترجمہ: رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں احمد ہوں۔ (صحیح مسلم، باب فی اسمایٔہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

5: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا عاقب و العاقب الذی لیس بعدہ نبی ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں عاقب ہوں عاقب وہ ہے جس کے بعد کوئی نبی نہ ہو۔ (صحیح مسلم باب فی اسمائہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲/۲۶۱)۔

6: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا اول شافع و اول مشفع یوم القیامۃ ولا فخر

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن میں سب سے پہلے سفارش کروں گا اور سب سے پہلے میری سفارش قبول کی جائے گی۔ اس پر کوئی فخر نہیں۔ (جامع ترمذی ابواب المناقب ۲/۲۰۲)

7: قال رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا اول الناس خروجا اذا بعثوا

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب لوگوں کو قبروں سے اٹھایا جائیگا میں سب سے پہلے اٹھوں گا

(جامع الترمذی، ابواب المناقب ۲/ ۲۰۲)

8: قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انا خطیبھم اذا وفدوا

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان کا خطیب ہوں گا جب وہ وفد بنکر آئیں گے۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب ۲ /۲۰۲)

9: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم انا مبشرهم اذا یئسوا

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں خوشخبری سنانے والا ہوں گا۔ جب لوگ مایوس ہوں گے۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب ۲ /۲۰۲)

10. قال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم انا سید ولد ادم یوم القیامة ولا فخر

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' میں بروز قیامت اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور کوئی فخر نہیں۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب ۲ /۲۰۲)

11: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم انا اول من تنشق عنه الارض ولا فخر

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ پہلا شخص ہوں جس سے زمین شق کی جائیگی اور کوئی فخر نہیں۔

12: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم انا اکثر الانبیاء تبعا یوم القیامة

ترجمہ: رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام میرے تابع ہوں گے

(مشکوۃ المصابیح باب الفضائل سید المرسلین ﷺ ۵۵۱)

13: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم انا اول من یقرع باب الجنة

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں پہلا شخص ہوں جو جنت کے دروازے کو کھٹکھٹاؤں گا۔

(مشکوۃ المصابیح باب الفضائل سید المرسلین ﷺ ۵۵۱)

14: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم انا محمد

ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں محمد ہوں (صحیح مسلم باب فی اسماءٔ ﷺ ۲۶۱/۳)

15: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم انا الماحی الذی یمحو الله بی الکفر۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں ماحی ہوں اللہ تعالیٰ نے میرے سبب سے کفر کو مٹایا۔

(صحیح مسلم باب اسمایۂ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ۲۶۱/۲)

16: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم انا اجود بنی آدم

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں ساری انسانیت سے بڑا سخی ہوں۔ (مشکوۃ المصابیح کتاب العلم الفصل الثالث ۳۷)

17: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم انا قاسم والله یعطی

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں تقسیم کرنیوالا ہوں اور اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب العلم)

18: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم انا فرطکم علی الحوض

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' میں حوض پر تم سے پہلے پہنچ کر انتظام کرنیوالا ہوں۔

(صحیح مسلم باب اثبات حوض نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصفاتہ ۲۴۹/۲)

19: قال رسول الله صلى الله تعالیٰ علیه وسلم انا اول من یوذن له بالسجود یوم القیامة.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے مجھے سجدہ کرنے کی اجازت دی جائے گی۔

(مشکوٰۃ المصابیح، کتاب الطہارۃ ۴۰)

20: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انا اول من یوذن له ان یرفع راسه

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' سب سے پہلے مجھے سر اٹھانے کی اجازت دی جائے گی۔

21: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انا شهید علیکم

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' میں تم پر گواہ ہوں' (صحیح بخاری کتاب الحوض)

22: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انا اول من قال بلیٰ فی المیثاق

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' میں پہلا وہ ہوں جس نے بروز میثاق سب سے پہلے بلیٰ کہا۔

(نسیم الریاض و بہامشہ شرح شفا ملا علی قاری ۲۵۲/۱)

23: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انا اول من یدخل الجنة

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گا۔ (کتاب الشفاء ۲۱۲/۱)

24: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اعطیت جوامع الکلم

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' مجھے جوامع الکلم عطا کئے گئے۔ (صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ ۱۹۹/۱)

25: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم نصرت بالرعب

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی'۔

26: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم احلت لی الغنائم

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' میرے لئے مال غنیمت کو حلال کیا گیا'

27: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم جعلت لی الارض مسجداً و طهورا

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میرے لئے زمین کو مسجد اور آلہ طہارت بنا دیا گیا۔

28: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ارسلت الی الخلق کافة

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' مجھے ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا'

29: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ختم بی النبیون.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' میرے سبب سے انبیاء کے سلسلے کو ختم کر دیا گیا۔

(صحیح مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ ۱۹۹/۱)

30: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انی اراٰی مالا ترون واسمع مالا تسمعون

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک میں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

(جامع الترمذی جلد ۲ ص ۵۵)

31: قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انی اعطیته مفاتیح خزائن الارض

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کر دی گئیں

(صحیح بخاری کتاب الحوض جلد ۲ ص ۹۷۵)

32: **قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم اول ما خلق الله نوری** ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔ (مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات۔۳۶۵)

33: **قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انی انا خازن فمن اعطیة عن طیب نفس فمبارک له فیه.**

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں خزانے کا نگہبان ہوں میں اپنی خواہش سے کسی کو دیتا ہوں تو اس میں اس کے لئے برکت ڈال دی جاتی ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الزکوٰۃ ۱/۳۳۳)

34: **قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انا زعیم بیت فی ربض الجنة لمن ترک المراء** رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمائیں ضامن ہوں جنت کے اندر ایک مکان اس شخص کے لئے جو جھگڑا چھوڑ دے۔ (سنن ابی داؤد ۲/۳۱۳)

35: **قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انی لست مثلکم**

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' میں تمہاری مثل نہیں ہوں۔ (صحیح بخاری، کتاب التمنی ۲/۱۰۷۵)

36: **قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انا حبیب الله ولا فخر**

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور کوئی فخر نہیں'۔

37: **قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انا اکرم الاولین و الاخرین ولا فخر**

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' میں اولین اور آخرین میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں اور کوئی فخر نہیں۔

(جامع الترمذی، ابواب المناقب ۲/۲۰۲)

38: **قال رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یا ابا بکر و الذی بعثنی بالحق لم یعلمنی حقیقة غیر ربی۔**

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا' اے ابو بکر قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا میری حقیقت کو سوائے میرے رب کے کوئی نہیں جانتا'۔

39: **قال رسول ا لله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم انا و اهل بیتی مطهرون من الذنوب**

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور میری اہل بیت گناہوں سے پاک ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

اذا جاء تحدیث النعم الظاهرة جاز تحدیث النعم الباطنه من الکرامات و المخاطبات و نحو ذلک.

ترجمہ: جب ظاہری نعمتوں کے ملنے پر تحدیث نعمت (چرچا کرنا) جائز ہے تو باطنی نعمتوں مثلاً کرامات وغیرہ پر بھی تحدیث نعمت جائز ہے۔

اسی حکم پر عمل کرتے ہوئے حضور سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی المعروف غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ فرمایا

قدمی هذه علیٰ رقبة کل ولی الله یعنی میرا یہ قدم اللہ تعالیٰ کے ہر ولی کی گردن پر ہے۔

اور اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے اشعار بھی اسی حکم کے پیشِ نظر ہیں۔

یہی کہتی ہے بلبل باغِ جناں رضا کی طرح کوئی سحر بیاں

نہیں ھند میں واصفِ شاہِ ھدیٰ مجھے شوخیٔ طبع رضا کی قسم

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر

(سیرتِ حضور نقش لاثانی کا ایک اہم عنوان)

﴿حضور مفکرِ اسلام علیہ الرحمہ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اپنے موضوع پر آنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی مختصری وضاحت اور شرعی نقطۂ نظر سے اس کی اہمیت بیان کردی جائے۔ یاد رہے کہ امر بالمعروف کا مفہوم ہے "بھلائی کا حکم دینا" اور نہی عن المنکر سے مراد ہے "برائی سے روکنا"۔ یہ دونوں چیزیں قرآنی اور ایمانی اخلاق کا ضروری حصہ ہیں اور کتاب وسنت میں ان کی سخت تاکید وارد ہے۔ چنانچہ ایک جگہ اہل ایمان کی تعریف یوں کی گئی ہے:

و المومنون و المومنات بعضهم اولياءُ بعض يامرون بالمعروف و ينهون عن المنكر (التوبہ۔۷۱)

ترجمہ: نیز مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، نیکی کا حکم کرتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

گویا مومنوں کی امداد باہمی یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے کو نیکی اختیار کرنے کی تلقین کریں اور برائی سے منع کریں۔

حضور سرور عالم ﷺ کی امت تمام امتوں کی سردار اور ان میں سب سے اچھی ہے۔ اس کی ایک قرآنی دلیل اس کے یہی دو وصف ہیں۔ فرمایا

كنتم خير امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنكر (آلِ عمران۔۱۱۰)

ترجمہ: تم بہترین امت ہو جو لوگوں (کی ہدایت وتربیت) کے لئے ظاہر کی گئی ہو، تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

یونہی بنی اسرائیل کے کافروں کی بدبختی کا ایک اہم سبب یوں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

كانوا لايتناهون عن منكر فعلوه (سورۂ مائدہ)

ترجمہ: ایک دوسرے کو منع نہیں کرتے تھے اس برائی سے، جس کا وہ ارتکاب کرتے تھے۔

مزید وضاحت کے لئے چند احادیث کا مضمون بھی ملاحظہ کیجئے:

1: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھ سے پہلے جس نبی کو بھی اللہ تعالیٰ نے کسی امت کی طرف بھیجا، اس کو اپنی امت میں سے مخلص دوست اور ساتھی مل گئے جو اس (نبی) کی سنت پر چلتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ (بھی) آگئے جو ایسی باتیں کہتے جن پر خود عمل نہ کرتے اور ان باتوں پر عمل کرتے جن کا حکم نہ دیا جاتا۔ پس جو کوئی ایسے (نافرمان) لوگوں کے ساتھ ہاتھ سے جہاد کرے، وہ مومن ہے، جو انکے ساتھ دل سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے، جو ان کے ساتھ زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان کا درجہ نہیں ہے (مسلم شریف)

2: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور رسول خدا ﷺ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کی حدود میں سستی سے کام لینے والے اور

ان میں گرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے (کشتی سوار) گروہ نے قرعہ اندازی سے فیصلہ کیا تو بعض کو کشتی کے بالائی حصے میں جگہ ملی اور بعض کو زیریں حصے میں۔ نچلے حصے والے جب بھی پانی لاتے تو اوپر والوں کے پاس سے گزرتے سوانہوں نے آپس میں کہا 'ہم اپنے حصے میں سوراخ کر لیتے ہیں اور اپنے اوپر والوں کو (بار بار) تکلیف نہیں دیتے۔' (اس صورت میں) اوپر والے انہیں اپنا ارادہ پورا کرنے دیں تو سب ہلاک ہو جائیں اور ان کا ہاتھ پکڑ لیں تو سارے بچ جائیں۔ (**فان ترکو هم وما ارادو هلکوا جمیعاً و ان اخلوا علیٰ ایدیهم نجوا و نجوا جمیعاً** ۔ بخاری شریف)

3: حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

والذی نفسی بیده لتامرن بالمعروف و لتنهون عن المنکر او لیوسکن الله ان یبعث علیکم عقاباً منه ثم تدعونه فلا یستجاب لکم (ترمذی)

ترجمہ: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، تم ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو سخت عذاب نازل فرمائے اور پھر تم اس کو پکاروگے تو وہ تمہاری دعائیں قبول نہیں فرمائیگا۔

4: حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا (صرف ابتدائی الفاظ کا ترجمہ) "سب سے پہلی بات جس نے بنی اسرائیل میں خرابی پیدا کی وہ یہ تھی کہ ایک آدمی دوسرے سے ملتا تو کہتا 'اے فلاں! اللہ تعالیٰ سے ڈر اور جو کرتوت تو کرتا ہے اس سے باز آ کیونکہ یہ تیرے لئے حلال نہیں۔ پھر اگلے روز وہ اس سے ملتا تو اس کی حالت وہی ہوتی اور یہ اس کے باوجود اس کا ہم نوالہ وہم پیالہ بن جاتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک جیسا (زنگ آلود) کر دیا۔۔۔۔ (ابوداؤد)

ترمذی شریف کی روایت کے مطابق یہ پہلے منع کرنے والے اور پھر ان سے ملنے والے علماء بنی اسرائیل تھے جو اپنے واعظ کو بے اثر پاتے تو بھی ان کی مجلسوں میں بیٹھتے اور ان کے ساتھ کھاتے پیتے۔ (**فجالسوهم فی مجالسهم و اکلوهم و مشاربوهم**)

5: افضل الاصحاب خلیفہ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا:

ان الناس اذا راو الظالم فلم یا خلوا علیٰ یدیه او شک ان یعمهم الله بعقاب منه (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

ترجمہ: بے شک لوگ جب کسی ظالم کو دیکھیں اور اس کو ظلم سے باز نہ رکھیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عام عذاب نازل فرمائے۔

موجودہ صورت حال: ملک و ملت کی موجودہ نازک صورت حال جو ہمارے زوال و انحطاط کا بھیانک نقشہ پیش کر رہی ہے، اسی جذبۂ اصلاح کے فقدان کی وجہ سے ہے۔ عبادت میں ہماری سستی، اخلاق و اطوار میں ہماری پستی اور معیشت و معاشرت میں ہماری پسماندگی کا اصل سبب اسلام کی تعلیمات سے ہماری غفلت و بے حسی ہے۔ انفرادی طور پر بھی ہم راہِ حق سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور اجتماعی سطح پر بھی ہمارا طرزِ عمل لائق تحسین نہیں۔ گویا اسلام دشمن قوتیں ہمارے متعلق جو ناپاک منصوبے بنا رہی ہیں، ہم خود دانستہ یا نادانستہ ان کی تکمیل کا سامان بنتے جا رہے ہیں۔ وہ پاکستان کو اسلامی نظریاتی ملک کی حیثیت سے اور ہمیں غیور و باکردار مسلمان کی حیثیت سے نہیں دیکھ سکتے، انہیں معلوم ہے اگر اسلام ان کی رگ و پے میں سما گیا تو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت ان کو صفحۂ ہستی سے نہیں مٹا سکتی۔ انہیں فی الحال ہمارے مسلمان ہونے پر اعتراض نہیں، مسلمان بننے پر اعتراض ہے۔ وہ اس مقصد کیلئے ضمیر خرید رہے ہیں، زبانیں خرید رہے ہیں اور قلم خرید رہے ہیں۔ درآمد شدہ ثقافتی پروگراموں کی تباہ کاری اور ذرائع ابلاغ کی حیا کشی کے ساتھ ساتھ یہ بکے ہوئے لوگ بھی کم زہریلے نہیں۔ کالجوں۔ یونیورسٹیوں اور بعض دوسرے اداروں میں 'مولوی' کے نام سے 'دین' کے خلاف باقاعدہ جنگ لی جا رہی ہے۔ ہمارا نوجوان اپنی پہچان کھو رہا ہے اور سخت بے خبری کے عالم میں اپنے پاؤں پر کلہاڑا مار رہا ہے، بقول

حضرت اکبر مرحوم

یہ طفلِ ناداں، غریقِ غفلت، ہوائے ذلت میں تن رہے ہیں
خبر نہیں ہے، نظر نہیں ہے، بنائے جاتے ہیں، بن رہے ہیں

اور حضرت اقبال علیہ الرحمہ نے بھی اسی صورت حال کے پیش نظر دورِ حاضر کے مسلمانوں کو یوں مخاطب فرمایا ہے:

علم غیر آموختی، اندوختی!!
روئے خویش از غازہ اش افروختی
ارجمندی از شعارش می بری
من ندانم تو توئی یا دیگری
عقل تو زنجیری افکار غیر
در گلوئے تو نفس از تار غیر
بر زبانت گفتگو مستعار
در دلِ تو آرزو ہا مستعار
آں نگاہش سرما زاغ البصر
سوئے قوم خویش باز آید اگر
می شناسد شمع او پروانہ را
نیک داند خویش وہم بیگانہ را
لست منی گویدت مولائے ما
وائے ما، اے وائے ما، اے وائے ما

علماء ومشائخ کے فرائض: اس نازک وتاریک صورتحال میں علماء مشائخ کو خصوصیت سے اپنے منصب کے تقاضے پورے کرنے چاہئیں۔ نئی تہذیب کی دلآویزی اور روز افزوں ہر دلعزیزی یقیناً ملت اسلامیہ کے لئے خطرناک ہے اور اس سے بہت زیادہ خطرناک اپنے اسلامی شعائر کے بارے میں کئی لوگوں کا احساس کہتری ہے۔ وہ لوگ جو کتاب وسنت کے واضح احکام پر عمل نہیں کرتے، کم از کم اس سلسلے میں خود کو خطا پر تو سمجھیں۔ مگر ہو یہ رہا ہے کہ گنتی کے چند افراد کو چھوڑ کر، شریعت کے خلاف عمل کرنے والے خود کو 'مجرم' کے بجائے 'روشن خیال' خیال کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک معاذ اللہ شرع مبیں پر عمل کرنا تنگ نظری اور جمود کی علامت ہے۔ علماء ومشائخ کو چاہئے اس فکری وعملی فتنے کا مقابلہ ہر محاذ اور ہر طریقے سے کریں۔ مثلاً

1: خود کتاب وسنت پر اس حد تک عمل کریں کہ سراپا اسلام بن جائیں۔ اصل مومن کی تو شان ہی یہی ہے۔ بقول حضرت اقبال

یہ کسی کو نہیں معلوم کہ مومن! قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

2: اپنی اولاد اور متوسلین کی تربیت بھی اس انداز سے کریں کہ شمع سنت کے پروانے ہو جائیں۔ جس شیخ کے اہل کنبہ اور خلفاء شریعت سے دور ہوں گے، دوسروں کو راہِ حق پر چلانے میں ناکام ہو جائے گا۔

3: اسلامی احکام ہی سے باخبر نہ ہوں بلکہ ان کی نقلی و عقلی حکمتوں سے بھی کسی حد تک باخبر ہوں۔ بعض ارشادات کے روحانی و مادی فوائد کی طرف کتاب و سنت میں واضح اشارے مل جاتے ہیں، یہ بھی از بر ہونے چاہئے اور بعض فوائد وہ ہیں جو جدید طب و سائنس وغیرہ کے مطالعے سے منکشف ہو رہے ہیں اور کتاب و سنت کے بیان کئے ہوئے فوائد کی تصدیق اور تشریح کر رہے ہیں۔ ان سے بھی آگاہ ہونا چاہئے۔ حقیقت یہ ہے کہ شرع اسلامی کے ہر حکم میں بے شمار دینی و دنیوی فوائد پوشیدہ ہیں، ہمیں ان کے علم نہ ہوتے ہوئے بھی فرمانبرداری کے جذبے سے ان پر عمل کرنا چاہئے مگر بعض دفعہ فلسفے اور سائنس کا ذوق رکھنے والے متجسس ذہنوں کو مطمئن کرنے کے لئے قدیم و جدید علوم کی رو سے ہر حکم کے فوائد بھی بتانے چاہئیں۔ یہ حکمتیں اور یہ فوائد جن کا علم خصوصیت سے دورِ حاضر میں ہو رہا ہے، اسلام کی حقانیت کے گویا جدید معجزات و شواہد ہیں۔ یونہی شریعت کی ہدایات کے خلاف عمل کرنے کا سب سے بڑا نقصان تو خدا اور رسول (جل جلالہ فصل اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی ناراضی ہے مگر اس کے علاوہ ان تمام دنیوی فوائد سے محرومی بھی تو ہے۔ (جن کی طرف اوپر اشارہ کیا جا چکا ہے) پھر بعض مخصوص نقصانات بھی ہیں جو دینی بصیرت ہی سے نہیں، جدید علمی تحقیقات سے سامنے آ رہے ہیں۔ دین کا مبلغ اگر اس نقطے کو ذہن نشین کر لے۔

حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کا مثالی کردار:۔

اس سلسلے میں حضور قبلہ عالم سرکار لاثانی قدس سرہ النورانی کا کردار علماء مشائخ کے لئے بطور مثال پیش کیا جا سکتا ہے۔ آپ خداوندِ کریم جل مجدہ اور حضور حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی محبت و اطاعت سے سرشار تھے اور زندگی کے ہر شعبے میں کتاب و سنت کی ہدایات کو سامنے ہی نہیں رکھتے تھے بلکہ اس 'صبغۃ اللہ' میں پوری طرح رنگے جا چکے تھے۔ نماز و روزہ جیسی اسلامی عبادات ہی نہیں بلکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی پوری تفصیل کے ساتھ آپ کی سیرت و کردار کے سانچے میں ڈھل چکی تھی۔ خدا کی یاد آپ کا سرمایہ حیات اور سنت سنیہ کی نگہداشت آپ کا پیرائیہ حیات تھی۔ شریعت کے ظاہر سے آپ کا ظاہر اور طریقت کے باطن سے آپ کا باطن منور تھا۔ گویا آپ نے عمر بھر وہی کیا جس کے کرنے کا حکم تھا اور اسی سے رکے جس سے خدا اور رسول ﷺ نے روکا۔ مختصر یہ کہ حضور نقشِ لاثانی سرکار لاثانی کی لاثانی تربیت کے لاثانی شہکار تھے۔ قدست اسرارھما ورضی اللہ ورسولہ عنھما۔)

پھر حضور نے کتاب و سنت کی پابندی خود تک ہی محدود نہیں رکھی بلکہ اپنے اہلِ کنبہ اور خلفاء و متوسلین کو بھی اس کا التزام سکھایا۔ آپ نے اپنے جملہ اہلِ خانہ کو سختی سے نماز روزے اور شب بیداری کا عادی بنایا اور وہ خدام و خادمات بھی جو دربار شریف میں قیام پذیر ہیں، آپ کے فیضِ نظر سے احکامِ شرع کی پابندی کرتی رہیں۔ آپ نے اپنے فرزندِ اکبر حضرت پیر سید عابد حسین شاہ صاحب کو حافظِ قرآن اور شریعت و طریقت کا عالم متبحر ہی نہیں بلکہ عملاً انہیں اتباعِ شریعت کا پیکرِ جمیل بھی بنایا۔

حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کسی خوش نصیب کو بیعت میں لیتے ہی اس سے شرع شریف پر عمل پیرا رہنے کا وعدہ لیتے۔ نماز پنجگانہ و تہجد، روزانہ تلاوت قرآن، درود شریف، ذکر مراقبہ، حلال و حرام کی تمیز، قلب و نظر کی حفاظت، والدین اور شوہر وغیرہ کی اطاعت کی تلقین فرماتے تھے۔ پھر خلافت سے بھی عموماً علماء کو ہی سرفراز فرماتے۔ مقصد یہ تھا کہ شریعت حقہ کی زیادہ سے زیادہ ترویج ہو سکے۔

حضرت والا درجت سرکار نقشِ لاثانی قدس سرہ علالتِ طبع اور گوناگوں مصروفیتوں کے باوجود سال کا اکثر حصہ تبلیغی دوروں کے لئے وقف رکھتے۔ مگر یہ دورے ان پیروں کے دوروں کی طرح نہیں ہوتے تھے، جن کے بارے میں حضرت اقبال علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

پیر ہا پیراز بیاض موشند — تحرہ بہر کو دکان کوشند
می شود ہر مودرازے خرقہ پوش — آہ از یں سوداگران دیں فروش

بامریداں روز و شب اندر سفر	از ضرورتہائے ملت بے خبر

منظوم ترجمہ:

پیر بالوں کی سفیدی سے ہیں پیر	خندہ زن جن پہ ہے ہر طفلِ شریر
بالوں والا اب ہے خرقہ پوش	آہ یہ ملت فروش ودیں فروش
ساتھ چیلوں کو لئے محوِ سفر	کچھ نہیں ملی تقاضوں کی خبر

آپ کے ساتھ علماء وصوفیاء کا ایک گروہ بھی ہوتا تھا۔ علماء کرام عقائد واعمال کی اصلاح کے لئے وعظ فرماتے تھے اور صوفیاء سلسلے میں داخل ہونے والوں کو حضور کی ہدایات کے مطابق ذکر و مراقبہ کے بارے میں سمجھاتے تھے۔ جس گاؤں یا شہر کے جس محلے میں تشریف لے جاتے، مسجدوں کی رونقیں بڑھ جاتی اور علماء حق وقت کی ضروریات کے پیش نظر دلائل ومسائل بیان کرتے۔ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کا اپنا اندازِ گفتگو بھی نہایت دھیما، لطیف اور دلنشیں ودلنواز ہوتا تھا اور کسی دوسرے کو بھی آپ کے سامنے اشتعال انگیز طرزِ گفتگو کی اجازت نہیں تھی۔ ایسے بالغ نظر علماء جو کتاب وسنت کے روشن احکام کی تفسیر وتوضیح میں جدید علمی تحقیقات بھی پیش کرتے، آپ کو بہت پسند تھے۔ ایسے مواقع جہاں سائنس وفلسفہ سے متاثرین بھی موجود ہوتے، عموماً انہیں کو زیادہ وقت دیا جاتا تھا، جو کتاب وسنت کی تعلیمات پر عامل بھی ہوتے اور جدید روشنی کے تقاضوں سے باخبر بھی۔

ظاہر ہے وہ شخصیتِ مقدسہ جس نے اپنی پاکیزہ زندگی دین ہی کی سربلندی اور اشاعت وترویج کے لئے وقف کر رکھی ہو، اس کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے تمام واقعات کو چند ورقی تحریر میں کیونکر مقید کیا جا سکتا ہے، ہاں نمونے کے طور پر کچھ باتیں ضرور ہدیہ ناظرین کی جاتی ہیں جن سے کم از کم یہ اندازہ ہو سکے کہ علی پور شریف کے اس سید زادے کو اپنے جد امجد حضور سرورِ کونین ہادی دارین ﷺ کی سنتِ مقدسہ کی اشاعت سے کتنی دلچسپی تھی۔

اس سلسلے میں حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ نے اجتماعی طور بھی توجہ دی اور انفرادی طور پر بھی، پھر آپ کے امر ونہی اور اصلاح احوال کا تعلق عقائد وعبادات سے بھی ہے اور معاشرت ومعاملت سے بھی۔ غرض جس 'اچھائی' کو جس حد تک رائج ونافذ کر سکتے تھے، اور جس برائی کو جس حد تک ختم کر سکتے تھے، اس کے لئے ضرور سعی فرمائی۔ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ اپنی خداداد بصیرت سے حالات کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے اور ہر شخص کی صالحیت کے امکان اور اس کے قبولِ حق کی استعداد کو بھی پہچان لیتے تھے، گویا جو جس حد تک ٹھیک ہو سکتا تھا، اس حد تک اسے توجہ اور رہنمائی سے سرفراز فرماتے تھے۔ ایسے لوگ بھی تھے جن سے مکروہ تنزیہی کا ارتکاب بھی ہو جاتا تو فوراً ٹوک دیتے اور وہ بھی تھے جو فرائض وواجبات کی ادائیگی میں کوتاہی کرتے ان کے بارے میں پہلے پہل نرم رویہ رکھتے، آہستہ آہستہ انہیں مانوس ہو لینے دیتے، اور جوں جوں وہ قریب آتے، سنبھلتے جاتے اور سنورتے جاتے۔ ایسے بھی تھے، جنہیں زبانِ پاک سے کچھ نہ فرماتے مگر پھر بھی سب کچھ سمجھا دیتے۔ حقیقت یہ ہے کہ امت کے بگڑتے ہوئے حالات اور زمانے کے بدلے ہوئے تقاضوں کے پس منظر میں حضور قبلہ عالم سرکار نقشِ لاثانی قدس سرہ کا یہ انداز از حد موثر اور مفید تھا۔ یہاں امر ونہی کے باب میں اتنی بات ضرور سامنے رہے کہ شرعِ متین کی روشنی میں بھی یہی طریقہ موزوں تر ہے۔ مثلاً آپ ایک شخص کو نماز کی تلقین کرنا چاہتے ہیں مگر آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس پر آپ کی بات کا کوئی اثر نہیں ہوگا تو اب امر بالمعروف اس کے حق میں شرعاً واجب نہیں رہا۔ یہ یقین ہے کہ اس کی آوارہ مزاجی اسے ہرزہ سرائی پر مائل کر دے گی تو قطعاً اس کو کھلم کھلا سمجھانے کی کوشش نہ کریں بلکہ کوئی اور انداز اختیار کریں اس موقعے پر درج ذیل حدیث پاک سامنے رکھیں۔

نہی عن المنکر (یعنی برائی سے روکنا) کے بارے میں پہلے ایک دو ایسے واقعات عرض کئے جاتے ہیں جن کا خاطر خواہ نتیجہ نکلا اور کسی 'رسمِ بد' کا قلع قمع ہوا، پھر انفرادی واقعات عرض کئے جائیں گے۔

سوگ کے بجائے جشن: ضلع گجرات کے ایک دور افتادہ علاقے میں دو گاؤں ہیں آچھ اور گوچھ۔ پاکستان کا مشہور فنکار عالم لوہار اسی آچھ میں پیدا ہوا تھا۔ آج کل ان کے بیچ میں پکی سڑک گزرتی ہے مگر کسی زمانے میں شہر گجرات سے یہاں تک کا سفر بڑا کٹھن تھا۔ ظاہراً اتنا دور ہونے کے باوجود ان دیہات کے برادرانِ طریقت از حد مخلص تھے اور انہی کو نوازنے کے لئے قیوم زمانی حضور شہنشاہِ لاثانی اور پھر شہنشاہِ ولایت سرکار نقشِ لاثانی قدست اسرارہما چورہ شریف کی طرف جاتے یا واپسی کے سفر میں یہاں تشریف لے آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ برادرِ طریقت عبدالحق صاحب کی دادی صاحبہ سخت بیمار تھیں اور اپنے شیخ کریم (حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ) کی زیارت کی بہت آرزومند تھیں۔ روحانی رابطے کی بنا پر ایک بار حضور اچانک تشریف لے آئے۔ مائی صاحبہ نے زیارت سے قلب و جان کی پیاس بجھائی اور چند لمحوں میں جان جان آفریں کے سپرد کر دی (مرحومہ کی یہی خواہش تھی کہ سرکار نقشِ لاثانی علیہ الرحمہ ہی نمازِ جنازہ پڑھائیں) رات کو آپ نے دیکھا، اہلِ خانہ میں سے کوئی ادھر دوڑ رہا ہے کوئی ادھر دوڑ رہا ہے (اور کوئی ادھر سے ٹین وغیرہ اٹھائے لا رہا ہے) دریافت کرنے پر معلوم ہو کہ وسیع پیمانے پر حلوہ تیار کیا جا رہا ہے۔ کنبے کے سربراہ سے پوچھا گیا، 'سوگ کے موقعے پر ایسی ضیافت، کیا مطلب؟ شرعی نقطہ نظر سے بھی یہ جائز نہیں'۔ اس نے بڑی نیازمندی سے جواب دیا 'حضور! ہم نے لوگوں کے ہاں ایسی ضیافتیں اڑائی ہیں، اب کیوں کر کھلانے سے بچ سکتے ہیں'۔ حضور نقشِ لاثانی نے برادری کے معززاور با اثر افراد کو بلا کر اس کے شرعی، عقلی اور سماجی نقصانات سمجھائے تو سب نے توبہ کی اور ہمیشہ کے لئے اس علاقے کی برادری سے یہ بری رسم ختم ہو گئی۔ خدانخواستہ اب تک یہ رسم قائم رہتی تو نجانے کتنے لوگ خانماں برباد ہو چکے ہوتے اور مفلسی کا تپدق انہیں کہاں پہنچا چکا ہوتا۔

عرس منانے کا غلط انداز: یہ واقعہ کسی سفر کے دوران پیش آیا، کہاں پیش آیا، مجھے یاد نہیں رہا۔ قصہ یہ ہے حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ گھوڑی پر سوار کہیں تشریف لے جا رہے تھے کہ راستے میں کچھ فاصلے پر کسی بزرگ کے مزار پر میلا لگا ہو تھا۔ منتظمین نے حضور کو پہچان لیا تو دوڑے آئے اور ملتجی ہوئے، سرکار تشریف لے چلئے اور ختم شریف میں دعا کر جایئے۔ حضرت والا نے ان کی درخواست قبول فرمائی، تشریف لے گئے تو آیات ختم شریف کی تلاوت کے بعد انتظام کرنے والے لوگوں سے پوچھا 'تم نے قرآن پاک بھی اس سلسلے میں پڑھا ہے یا نہیں'۔ انہوں نے نفی میں جواب دیا تو فرمایا ''اب کس چیز کا ثواب پہنچاؤں، چمٹے بجانے کا یا رقص و سرور کا''۔ بہرحال منتظمین نے توبہ کی اور آئندہ ہمیشہ شرعی انداز میں عرس منانے کا عہد کیا۔

مسجد کا طہارت خانہ: صوفی محمد حسین نعت خوان بیان کرتے ہیں کہ ان کے گاؤں ٹریٔی کی مسجد کا طہارت خانہ فرش مسجد سے بھی آگے ایک طرف تھا اور طہارت کرنے والا مسجد میں سے گزر کر (اور جوتے ہاتھ میں اٹھا کر) طہارت خانے تک پہنچتا تھا۔ فارغ ہو کر پھر جوتے اٹھاتا اور جوتوں کی جگہ پر رکھ دیتا۔ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ نے یہاں سے طہارت خانہ ختم کرا دیا اور مسجد کے باہر بنوایا۔

چو بچہ گرا دیا: انہی صوفی صاحب کے بیان کے مطابق اسی گاؤں میں ایک کنوئیں کیساتھ چو بچہ بنا ہوا تھا جس میں نہانے والے نہایا کرتے تھے۔ ایک بار یہاں منشی مرحوم (ٹیلے والے) جانگھیا پہن کر نہا رہے تھے اور اسی حالت میں کنوئیں سے پانی نکالنے کے لئے اس کی منڈیر پر چڑھ جاتے تھے اس اثنا میں حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کا ادھر سے گزر ہوا تو چودھری صاحب سے سخت برہمی خفا ہوئے اور پھر آپ کے ارشاد پر چو بچہ بھی گرا دیا گیا۔ دیکھا جائے تو چودھری صاحب کے اس طرح نہانے میں دو قباحتیں تھیں، ایک تو ستر کھل رہا تھا یعنی جسم کا وہ حصہ جو ہر وقت چھپانا ضروری ہے اکثر بے پردہ ہو رہا تھا اور دوسرے جب وہ پانی نکالنے کی کوشش کرتے تو ان کے جسم سے پانی کی بوندیں کنوئیں میں گرتی تھیں۔ چو بچہ گرانے کا مقصد یہ تھا کہ دوسروں کے یوں نہانے کا امکان نہ رہے۔

مسجد کے آداب: کے سلسلے میں حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ مردہ نہلانے کے تختے کو بھی اندر رکھنا پسند نہیں فرماتے تھے اور سختی سے اس

سے روکتے تھے۔

نماز: نماز کی تاکید بہت فرماتے۔ صوفی ریاض صاحب کا بیان ہے 'ایک دفعہ سستی طبیعت پر ایسی غالب آئی کہ عشاء کی نماز اکثر قضا ہو جاتی۔ ایک دن میں دربار شریف حاضر ہوا تو حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ دیکھتے ہی فرمانے لگے

"عشاء دی نماز وی پڑھیا کر" یعنی عشاء کی نماز بھی پڑھا کرو"

خود میں نے حضور کو نماز کے بارے میں تلقین کرتے ہوئے بارہا سنا۔ اگر کوئی شخص بیعت کے لئے عرض کرتا۔ تو فرماتے 'نماز پڑھنی پڑتی ہے'۔ آخری دور میں جب حضور کے پائے مبارک میں اکثر درد رہتا اور چلنا پھرنا آسان نہیں تھا، ایک خاتون بیٹے کو 'بیعت' کے لئے لائی۔ حضور نے فرمایا 'وضو کرا' وہ باوضو ہو کر چٹائی پر بیٹھ گیا تو حضور بھی چارپائی سے بمشکل چل کر نیچے چٹائی پر تشریف لے آئے اور اس کا ہاتھ پکڑنے سے پہلے پوچھا 'نماز آتی ہے؟' اس نے جواب دیا 'نہیں'، حضور ہاتھ چھوڑ کر فرمایا 'جاؤ پہلے نماز سیکھ آؤ اور پھر بیعت ہو'

اسلامی وضع ولباس: اپنانے پر بھی حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ بہت زور دیتے تھے، ڈاڑھی رکھنے کی ہدایت فرماتے رہتے۔ صوفی محمد حسین صاحب کے مطابق عار دلانے کے لئے کبھی کبھی فرماتے 'ہندو لوگ سوگ مناتے وقت اپنے ابرو منڈوا دیا کرتے ہیں، ان مسلمانوں کو کیا ہو گیا جو مونچھیں ڈاڑھی سب کا صفایا کرا لیتے ہیں۔ ہر کمپنی اور ہر شعبے کا ایک نشان ہوتا ہے، جس سے اس کی پہچان ہو سکے۔ مسلمان کی پہچان ڈاڑھی ہے اور دیگر شعائر اسلام پر عمل کرنا۔

مفکرِ ملت قبلہ صوفی محمد علی صاحب نقشبندی بیان کرتے ہیں کہ:

"غالباً موسم گرما 1955ء میں ہمارے گاؤں 'آڈھا' میں تشریف فرما تھے۔ نماز عصر کے بعد گاؤں کے جنوبی سمیت علاقے کا ایک مشہور بیل رہٹ چلا رہا تھا اور حضور اسی کو ملاحظہ فرمانے یہاں ایک چارپائی پر جلوہ افروز تھے۔ میرے والدِ ماجد جناب مہر شکر دین مرحوم یہیں پہلی بار زیارت سے مشرف ہوئے۔ دست بوسی کے بعد ایک طرف مڑے تو میں نے عرض کی 'حضور یہ میرے والد ماجد ہیں'۔ کریم بندہ نواز (علیہ الرحمہ) نے نظر اٹھائی اور والد صاحب سے فرمایا' ادھر آؤ اور بات سنو وہ قریب آئے تو فرمایا دیکھو تمہارے بیٹے نے ڈاڑھی رکھی ہوئی ہے، دیکھو، کیسی اچھی لگتی ہے، تم بھی رکھ لو'، والدِ ماجد مسکراتے ہوئے خاموشی سے کچھ دور بیٹھ گئے۔ مردِ حق کے الفاظ کی تاثیر دیکھئے، بظاہر خاموش رہنے کے باوجود نماز کے بھی پابند ہو گئے اور ڈاڑھی بھی بالکل سنتِ مطہرہ کے مطابق آخر تک مشت بھر رہی'۔

علامہ محمد اکرم نقشبندی مدظلہ جو شریعت و طریقت کے اسرار میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں، اپنا چشم دید واقعہ سناتے ہیں:

"میں دربار شریف میں حاضر تھا کہ ایک عمر رسیدہ بے ریش حاضرِ خدمت ہوا۔ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ نے اسے دیکھا تو فرمایا 'یہ وقت اور کوچہ کوچی ابھی ختم نہیں ہوئی'۔ دو تین بار آپ نے یہی جملہ دہرایا مگر اسے ذرا سمجھ نہ آئی۔ آخر آپ نے صاف لفظوں میں فرمایا 'اپنی عمر کو دیکھ، قبر میں پاؤں ہیں اور ابھی ڈاڑھی منڈوانے سے باز نہیں آیا'۔ اس نے نذرانہ پیش کیا مگر آپ نے واپس کر دیا پھر سختی سے فرمایا 'یہاں سے چلا جا اور ڈاڑھی منڈوانے سے توبہ کر"

اور یہ واقعہ تو خود میرے دیکھنے کا ہے۔ ایک معمر شخص جو بے ریش تھا، دربار شریف میں ہمارے ساتھ بیٹھا تعویز لکھ رہا تھا کہ حضور نقشِ لاثانی تشریف لے آئے۔ آپ نے اسے سخت تنبیہ فرمائی کہ اس شکل و صورت کے ساتھ تعویز لکھنے کی جرات۔۔ کیا ابھی توبہ کا وقت نہیں آیا؟۔ (حالانکہ حضور طبعاً نہایت حلیم تھے، مگر اندر سے غرور و تکبر نکالنے کے لئے بعض دفعہ سخت لہجہ بھی اختیار فرما لیتے تھے جسے اہلِ طریقت جلالی انداز کہتے ہیں)

خلاف شرع لمبی مونچھوں کو بھی حضور از حد ناپسند کرتے تھے حتیٰ کہ بعض اوقات انہیں شرع شریف کے مطابق پست کرنے کیلئے سختی بھی فرماتے۔اس سلسلے میں ایک دو واقعات ملاحظہ فرمایئے۔

چودھری محمد صدیق صاحب آف دودھم جو برسوں دربار شریف میں سرگرم خدمت رہے، بیان کرتے ہیں ایک باران کی موجودگی میں ایک بڑی بڑی مونچھوں والے صاحب جو خود کو سید اور اپنی مونچھوں کو 'شاہ پر' کہتے تھے، آ گئے۔ آپ نے انہیں اس حرکت سے باز رکھنا چاہا اور مونچھوں کو پست کرنیکی تلقین فرمائی مگر وہ نہ سمجھ سکے۔ آخر آپ نے انہیں جبراً لٹوا کر مونچھیں درست کرائیں۔

حافظ نذیر احمد صاحب بوعہ حال شکر گڑھ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نقش لاثانی قدس سرہ موضع حسین پور بابریاں سے کہیں تشریف لے جانے کیلئے گھوڑی پر سوار ہو چکے تھے کہ خلاف شرع مونچھوں والا ایک شخص سلام کے لئے آگے بڑھا، حضور نے اسی وقت نائی کو بلوایا اور اسے لمبی مونچھوں سے نجات دلائی۔

یہ واقعہ بہت سے ذہنوں میں تازہ ہوگا کہ وصال شریف سے آٹھ دس سال پہلے آپ جھال خانوآنہ فیصل آباد میں عرس کی آخری نشست کی صدارت فرما رہے تھے اور محفل پورے جوبن پر تھی کہ ایک عالم (جن کا نام مجھے یاد ہے) حضور کی دست بوسی کو جھکے۔ سرکار نقش لاثانی قدس سرہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور لاؤڈ سپیکر سے اعلان کر دیا کہ فلاں نائی اوزار سمیت پہنچ جائے چنانچہ بھرے جلسے میں منہ زور مونچھوں کو حدِ اعتدال پر لایا گیا۔ (میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ عالم مذکور بعض غلط قسم کے پیروں اور مولویوں کے نقش قدم پر چل کر مونچھوں کی پرورش فرما رہے تھے اور سمجھتے تھے کہ اگر غلط ہوں تو حضور نقش لاثانی مجھے کیوں نہ روکیں۔ تو ان کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے اس قسم کا اہتمام کرنا پڑا)

حضرت اقدس قدس سرہ کا نقطہ نظر جس کا آپ اکثر اظہار فرماتے تھے، یہ تھا کہ لمبی مونچھیں پانی پیتے وقت پانی میں ڈوب جاتی ہیں اور یوں جو پانی مونچھوں کا گرد وغبار لے کر حلق میں جاتا ہے، ناجائز اور نقصان دہ ہوتا ہے۔

غرض اسلامی وضع قطع کو آپ بڑی اہمیت دیتے تھے۔ مشت بھر ڈاڑھی کو سنت کے مطابق سمجھتے تھے، اس حد سے کم ہوتی یا زیادہ، دونوں صورتوں کو خلاف سنت قرار دیتے یونہی لمبی مونچھوں کی طرح ان کو قلع قمع کرنا بھی آپ کو ناپسند تھا۔ اس سے شکل مسخ ہو جاتی ہے۔

(حدیث پاک میں بھی مونچھوں کو پست کرانے کا حکم ہے، انہیں نیست ونابود یا بے نام ونشان کر دینے کا نہیں)

اذان وقت سے پہلے دینا سخت گناہ ہے: فقہ کی کتابوں کے مطابق ایسی اذان کو دہرانا چاہئے۔ حضور کے فرزند اکبر جو آپ کے مسند نشین بھی ہوئے، راوی ہیں کہ ایک شخص نے دربار شریف کی مسجد میں وقت سے کچھ پہلے اذانِ فجر دے دی تو حضور جو سرکار لاثانی قدس سرہما کے روضہ اقدس پر محوِ ذکر وفکر تھے، سخت خفا ہوئے۔ آپ نے موذن سے فرمایا 'اگر کسی نے اس اذان پر نماز فجر وقت سے پہلے پڑھ لی یا کسی نے تہجد کے نفل اس غلط فہمی میں چھوڑ دیئے کہ وقت نہیں رہا، کسے گناہ ہوگا۔ چنانچہ وقت ہو جانے پر دوبارہ اذان کہی گئی۔

آپ اذان کہنے کے لئے خوش آواز لوگوں کو مناسب سمجھتے تھے۔ جن لوگوں کی آواز میں درشتی، وحشت یا تنفر سا ہوتا ہے، ان کا اذان کہنا اچھا نہیں جانتے تھے۔

نماز جماعت پر سختی سے عمل تھا: سفر وحضر میں بھی اس کا اہتمام تھا۔ پروفیسر محمد یونس حسرت مرحوم جو تقریباً ۸۰ کتابوں کے مصنف و مرتب تھے، وصال کے چند ماہ قبل دو تین دن کے لئے ہمسفر رہے تو وصال شریف کے بعد ایک سلسلہ گفتگو میں فرمانے لگے 'حضور نقش لاثانی قدس سرہ کی جس ادا نے مجھے بہت متاثر کیا، وہ آپ کا سفر میں بھی نماز با جماعت کا اہتمام تھا'۔ وقت کی گنجائش یا کسی مقتدی کی کمزوری و بیماری کو ملحوظ نہ رکھنے والے امام کو بھی آپ (بعد میں) سمجھا دیتے تھے، یونہی ختم شریف میں لمبی لمبی قراتوں اور بعد میں لمبی لمبی دعاؤں سے بھی منع فرما دیا کرتے تھے۔

جماعت شروع ہونے سے پہلے حضور صفیں سیدھی کروالیتے، جب تک صفیں سیدھی نہ ہو جاتیں نماز شروع نہ ہونے دیتے۔ نماز کے مقابلے میں کسی درود و وظیفے کو اہمیت نہیں دیتے تھے۔ صوفی محمد اشرف صاحب خطیب ترگڑی (ضلع گوجرانوالہ) راوی ہیں کہ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کی خدمت میں ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے ارشاد ہوا 'تمہاری جیب میں کیا ہے'؟ عرض کیا 'ایک وظیفہ لکھا ہوا ہے'۔ پوچھا نماز پڑھتے ہو'؟ بولا حضور نہیں۔ فرمایا 'نماز پنجگانہ پڑھا کرو اور (چھوڑنا ہے تو) وظیفہ چھوڑ دو'۔

سنت کی فضیلت: حضرت مولانا محمد اکرم (گوجرانوالہ) بیان کرتے ہیں 'باقاعدہ طالب علمی کے زمانے میں میں نے خط کے ذریعے نفلی نمازیں اور روزے ادا کرنے کی اجازت چاہی تو فرمایا سنت کی پابندی کرو یہ نفلی نمازوں سے افضل ہے۔

قربانی کا گوشت: صوفی شوکت علی عاجز صاحب کی روایت کے مطابق دربار شریف کے ایک درویش نے عیدالاضحیٰ کے دن قربانی کا گوشت جانوروں کا گوبر اٹھانے والے عیسائیوں کو دے دیا۔ اطلاع ملنے پر آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا غیر مسلموں کو تو اس کی اوجڑی بھی نہیں دینی چاہئے (اسے بھی دربار شریف کے کتوں کے آگے ڈال دیا کرو) یہ اس اہل ہی نہیں، پھر ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے بارے میں ان کے عقائد کتنے غلط ہیں۔

تصاویر: (یعنی جانداروں کی) تصاویر بنانے سے سخت منع فرماتے تھے۔ کوئی شخص کیمرہ لے کر آپ کی تصویر کھینچنا چاہتا تو اجازت نہ دیتے۔ فرماتے 'تصویر دل میں ہونی چاہئے'۔ ایک دفعہ سالانہ عرس کی اختتام پر فیصل آباد کے بعض نوجوانوں نے بھی ایسی ہی کوشش کی تو حضور نے روک دیا۔ ان پر خاطر خواہ اثر نہ ہوا تو حاضرین بارگاہ سے فرمایا 'ان سے کیمرے لے کر توڑ ڈالو'۔ حج و زیارت کے سفر پر جانا ہوتا تو تصویر کھنچوا لیتے۔ آج کل جو تصاویر ملتی ہیں، ایسے ہی مواقع سے تعلق رکھتی ہیں۔ ہاں کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا حضور کسی جلسے میں محویت و مراقبہ میں ہوتے تو بعض لوگ ایسے موقعے سے ناجائز فائدہ اٹھا کر تصویر بنا لیتے۔

حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ بزرگوں کی تصاویر کے بھی بہت زیادہ مخالف تھے۔ کسی غلام کے ہاں قدم رنجہ فرماتے اور دیوار وغیرہ پر کسی جاندار کی بالخصوص کسی بزرگ کی ایسی جعلی تصویر دیکھتے تو فوراً اتروا دیتے یا اپنے عصائے مبارک سے نیچے گرا دیتے عموماً تصویر میں بزرگ کے ہاتھ میں تسبیح پکڑائی جاتی ہے۔ اس ادا پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے 'کیا بزرگ دکھا دکھا کر تسبیح پھیرتے ہیں۔ (حقیقت یہ ہے کہ اس قسم کا ریاکارانہ انداز حضور کو کبھی نہ بھایا اور خود اپنی تسبیح کے دانے بھی آپ چھپا چھپا کر رکھتے تھے اور یہ تسبیح ایسے باریک دانوں پر مشتمل ہوتی تھی کہ آسانی سے مٹھی میں 'چھپ' جاتی تھی)

مجھے اس بات پر بڑا دکھ ہے کہ بعض آستانوں سے تعلق رکھنے والے حضرات اپنے اپنے مشائخ کی تصاویر بڑے اہتمام سے گھروں میں دیواروں پر لٹکائے رکھتے ہیں۔ یہ افسوسناک رسم اب اپنے برادران طریقت کے یہاں بھی زور پکڑ رہی ہے۔ حالانکہ مشہور حادیث کے مطابق سرور کائنات اصل موجودات حضور احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء ایسے گھروں میں تشریف نہیں لے جاتے تھے، جن میں جانداروں کی تصویر ہوتی تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی اپنے مرشدِ کامل، اپنے ولی نعمت حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ نے اس سنت پر واضح عمل کر کے دکھا بھی دیا ہو تو پھر کونسی اور کیسی روحانیت ہے جو اس 'بدعت' پر دلیر کرتی ہے۔

عرس مقدس کے ایک موقعے پر لائٹنگ والے فیصل آبادی احباب نے لائٹنگ سے 'مور' کی تصویر اسی طرح بنائی جیسے عموماً شادی بیاہ کے مواقع پر بنائی جاتی ہے۔ میں نے حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ سے شکایت کی تو فرمایا 'تو نے خلاف شرع کام سے روکا کیوں نہیں'۔ چنانچہ بھاگم بھاگ گیا اور انہیں روک آیا۔

عورتوں اور مردوں کا اختلاط: بھی سخت ناپسند تھا، کسی جگہ عرس یا دوسری دینی تقریب میں مردوں اور عورتوں کے بیٹھنے کی جگہوں میں پردہ حائل نہ ہوتا تو نرمی یا سختی سے پردہ حائل کرواتے۔ اپنے سالانہ عرس مبارک میں حضور بڑی تاکید سے عورتوں کو شامل ہونے سے روکتے۔ حتیٰ کہ بعض اوقات عرس مقدس سے ایک دو دن پہلے دربار شریف کے باغ یا کسی دوسری جگہ راستے میں کام کر رہے ہوتے تو عورتوں کو وہیں سے واپس کر دیتے۔ حضور تقریر نہیں فرماتے تھے مگر عرس مقدس کے موقع پر اختتامی دعا سے پہلے خود اپنی زبان مبارک سے مائک پر اعلان فرماتے کہ

''خواتین کی خدمت میں عرض ہے سارے سال میں جب چاہیں، تشریف لائیں مگر عرس سے ایک ہفتہ قبل اور ایک ہفتہ بعد تک نہ آئیں''

ابتداء میں جب عرس مقدس کیا اشتہارات شائع ہوتے تھے، ان پر بھی مستورات کو آنے کی اجازت نہ ہونے کی وضاحت ہوتی تھی۔ اتنی تاکیدوں کے باوجود کچھ نہ کچھ خواتین ضرور آجاتیں۔ ان کے بیٹھنے، وضو کرنے اور لنگر کا انتظام مردوں سے الگ ہوتا تھا۔

عرس مقدس کے علاوہ بھی عورتوں کا بے پردہ اور کھلے منہ آنا سخت ناگوار تھا۔ چنانچہ بعض اوقات سخت ڈانٹ پلاتے تھے۔ تعویذ پر متعین حضرات کو حکم تھا کہ عورتوں کو جلد از جلد فارغ کر دیا جائے۔ عورتوں کے سروں پر ہاتھ پھیرتے (جیسے بعض پیر حضرات کرتے ہیں) یا ان کو دست بوسی کی اجازت دینا کہ دیکھنے والے کو مصافحہ نظر آئے سخت برا سمجھتے تھے کسی اور کو ایسا کرتے دیکھ لیتے تو بہت ناراض ہوتے چنانچہ روضۂ سرکار لاثانی قدس سرہ کے خادم مستری لال دین مرحوم جو از حد معمر اور ضعیف تھے کو ایک بار عورتوں کے سروں پر ہاتھ سہلاتے دیکھ لیا تو جلال میں آگئے۔ افسوس کی بات ہے کہ بعض دینی لوگ بھی دورِ حاضر میں مردوزن کے اس اختلاط کو زیادہ برا نہیں سمجھتے۔ مگر حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کا طرزِ عمل بہت سی کوتاہیوں کا مداوا بن جاتا تھا۔ چنانچہ حفظ قرآن پاک کے ایسے مدرسے جہاں بچوں کے ساتھ بچیوں کو بھی بٹھایا جاتا ہے اور دستارِ فضیلت کے جلسے میں فارغ التحصیل ہونے والی بچیوں کو نمائندگی دیتے ہوئے مائک پر کھڑا کر دیا جاتا ہے۔ حضور اگر صدارت فرما رہے ہوتے تو قطعاً ایسا نہ کرنے دیتے۔ (اس کی ایک سے زیادہ مثالیں میرے ذہن میں ہیں کہ مائک پر ان سے قرآن سنتا تو ایک طرف دستارِ فضیلت کے جلسہ عام ہی سے الگ کر دیا جاتا اور ان کے دوپٹے گھروں میں بھیج دیے جاتے تھے نیز جہاں کہیں ایک بار ایسا واقعہ رونما ہوتا، وہاں دوسری بار آپ بالکل تشریف نہ لے جاتے۔

حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کے اس طرزِ عمل کا اثر ہے کہ سلسلہ عالی سے وابستہ ہونے والی خواتین عموماً پردے کی پابند اور احکامِ شریعت پر عامل ہیں۔

نکاح کے انعقاد میں سستی کو بھی حضور سخت ناپسند کرتے تھے۔ کیونکہ اس سے بھی بے راہروی اور آوارگی و بے حیائی کے دروازے کھلتے ہیں۔ عام لوگوں کو بھی یہی مشورہ دیتے مگر خدام بارگاہ پر تو اس بارے میں سختی فرماتے تھے۔ وہ لوگ جو اپنے دین و دنیا کو حضور کی نظرِ کرم پر منحصر ہو جاتے تھے، ان کا معاملہ اور بھی امتیازی تھا۔ دربار شریف میں رہنے والے درویشوں کی ہی نہیں، ان کے بعض غریب رشتہ داروں کی شادیاں بھی حضور اپنے خرچ پر کرتے تھے (ایسے بہت سے 'نکاح' میرے علم میں ہیں کہ ان کا اہتمام محض حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ نے فرمایا، ورنہ ان کے انعقاد کی بظاہر کوئی صورت نہیں تھی)

نکاحوں اور شادیوں کا یہ اہتمام سجادہ نشینی کے ابتدائی دور سے شروع ہوا اور وصال شریف تک رہا چنانچہ مجھے یاد ہے حضور کے آخری دورِ تبلیغی سفر جو ضلع سیالکوٹ کے مشہور قصبہ چوبارہ تک تھا، کی ابتداء بھی موضع مالوکے میں عزیز القدر محمد اقبال کی رسم نکاح میں شرکت سے ہوئی۔ اس سے چند روز قبل بھی آپ کے حجرۂ مقدسہ میں ایک دو غریب نوجوانوں کا نکاح پڑھائے اور وہیں ان کا ولیمہ ہوا۔ غریب لڑکیوں اور غریب لڑکوں کے اس قسم کے رشتے ان کے بے سہارا والدین کی گویا دہری سرپرستی تھی اور وہ بھی ایسی کہ عموماً انہیں ایک پیسہ نہ خرچ کرنا پڑتا۔

میرے گھر کا قصہ یہ ہے کہ میرے بہنوئی رانا محمد صدیق مرحوم کی وفات (۱۹۶۴ء) کے بعد میری ہمشیرہ صاحبہ جو ذکر و فکر میں میرے

والدین کی بچی وارث ہیں، میرے پاس آ رہیں۔ ان کی دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یعنی تینوں یتیم بھی ساتھ تھے۔ بڑی بیٹی کا رشتہ حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ نے میری ہمشیرہ صاحبہ کو خواب میں آ کر بتایا اور اسی کے مطابق دسمبر ۱۹۷۱ء کی جنگ کے دوران نہایت ہی سادگی سے نکاح ہوا۔ باقی دو بچوں کے بارے میں جب وہ جوان ہو گئے تو ان ے رشتے تلاش کرنے کیلئے مجھے اکثر سخت ڈانٹ پلاتے۔ ایک دفعہ سرزنش ان الفاظ میں ہوئی کہ 'گرما کی چھٹیاں دربار نہ آنا، ان کے رشتے تلاش کرنا'۔ آخر میں نے رو کر اپنی ناکامی کا اعتراف کیا تو کریم بندہ پرور نے خود بہترین رشتے تلاش کر دیئے اور بنفسِ نفیس شمولیت فرما کر ان کی تکمیل کی۔ بھانجے (رانا عطاء الحق) کا نکاح ۱۶ اپریل ۱۹۸۷ء یعنی وصال شریف سے پونے چار ماہ قبل کیا۔

حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ نے دو خانوادوں کو یکجا کرنے اور عین سنت کی روشنی میں، بہت سی معاشرتی برائیوں کا سدِ باب جاری رکھا مگر کبھی اسے باقاعدہ تحریک کا رنگ نہ دیا۔ شاید اس لئے کہ دھوم دھام اور ہنگامہ پروری آپ کے مزاج کے مطابق نہ تھی۔ تاہم کہیں کہیں تحریک کی کچھ نہ کچھ صورت پھر بھی پیدا ہو جاتی۔ چنانچہ جناب غلام مصطفےٰ (صدر والا چک نمبر 45 رب فیصل آباد) کا بیان ہے کہ

''حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ تشریف فرما تھے۔ بابا جی حضرت پیر سید لطیف شاہ صاحب علیہ الرحمہ آف پہاڑی پور نے میرے حق میں دعا کی سفارش کی تو فرمایا 'شاہ جی! کبھی اس کا بھی خیال کیا کہ صدر والا کے جن گھروں میں آپ کا اثر و رسوخ ہے، کتنے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ابھی تک غیر شادی شدہ ہیں'۔ حضور کا یہ فرمانا تھا کہ اس کی برکت سے سلسلہ ازدواج شروع ہو گیا۔ چنانچہ گنتی کے ۲۷ دنوں میں تیس مردوں کے تیس عورتوں کیساتھ نکاح ہو گئے۔ (گویا ساٹھ گھروں کا ایک ایک اہم معاشرتی مسئلہ حل ہو گیا)

حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ از حد سادگی پسند تھے۔ خود بھی اپنے جدِ امجد حضور شاہ لاثانی اور ان کے پیر و مرشد حضور آفتابِ ولایت سرکار باوا جی قدست اسرارہما کی طرح سادگی کو عمر بھر سینے سے لگائے رکھا اور وابستگانِ طریقت کو بھی عملاً اور قولاً یہی سبق دیا۔ فقر کے تاجدار نے لباس، خوراک، گفتگو غرض ہر پہلو میں خود سادگی کو ملحوظ رکھا اور سادہ طبع لوگوں کو زیادہ قرب عطا فرمایا۔ زمانے کی موجودہ روش حضور کے سامنے بھی اور قوم کا بدلا ہوا مزاج بھی نگاہوں سے اوجھل نہ تھا، اس لئے کسی کو کوٹ پتلون وغیرہ میں ملبوس دیکھ کر آپ نے زجر و توبیخ اور طعن و تشنیع کا رویہ اختیار کرنے کی بجائے اسے حسنِ خلق سے قریب آنے دیا اور پھر جوں جوں وہ قریب آتا گیا، خود بخود فکری و عملی انقلاب کی زد میں آتا گیا۔ ایسے بہت سے فیشن زدہ لوگ میری نظر میں ہیں جنہیں اس خاموش 'امر و نہی' نے کچھ سے کچھ بنا دیا۔ اس حلم و دور اندیشی کے ساتھ ساتھ جہاں آپ کسی غلط روش کو دو ٹوک انداز میں فی الفور ختم کرنا ضروری سمجھتے تھے، وہاں حضور 'چپ' سے بھی پرہیز کرتے تھے۔ مثلاً ایک بار موضع پنڈوری متصل شکر گڑھ میں بابا الف دین علیہ الرحمہ کے چہلم کی تقریب میں برادرِ طریقت جناب حسن نظامی ایڈووکیٹ کی تقریر کا اعلان ہوا تو انہوں نے پتلون کے ساتھ جس میں ملبوس ہو کر کچہری سے اچانک یہاں پہنچ گئے تھے خطاب شروع کر دیا۔ چونکہ میں سٹیج سیکرٹری تھا، لہٰذا مجھی پر خفا بھی ہوئے اور نظامی صاحب کو پتلون کے اوپر چادر بھی پہنائی۔ ایسی عادات و اطوار جن سے آوارہ منشی کی بو آتی، حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ کے لئے ناقابلِ برداشت تھیں، مثلاً گلی بازار میں ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر چلنا بھی آپ کو سخت ناگوار تھا۔ چنانچہ جناب اللہ رکھا زاہد، ایم اے اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں

''ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ لاہور کے ایک محلے گھوڑے شاہ جلوہ افروز ہوئے تو میں بھی خدمت میں تھا۔ آپ ایک مکان کے اندر تشریف لے گئے اور ہم چند افراد باہر سڑک پر کھڑے تھے۔ ہم میں سے دو شخص ایک دوسرے کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر اوپر چھت کی طرف دیکھ رہے تھے۔ معاً حضور نقشِ لاثانی قدس سرہ جلوہ افروز ہو گئے اور جلالی انداز میں فرمانے لگے 'یہ شیطانی فعل ہے، آئندہ ایسا نہ کرنا'۔ نیز فرمایا 'ہاتھ پر ہاتھ مار کر اونچی آواز میں ہنسنا بھی شیطانی فعل ہے'۔

مسائل دینیہ

﴿محقق دوراں جناب حافظ نصر اللہ صاحب آسوی سیالکوٹ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ اے لوگو! علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو۔(سورۃ الانبیاء آیت ۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْعِلْمُ خَزَائِنُ وَمِفْتَاحُهَا السُّؤَالُ فَسْئَلُوْا يَرْحَمُكُمُ اللهُ فَاِنَّهٗ يُؤْجَرُ فِيْهِ اَرْبَعَةٌ : اَلسَّائِلُ ، وَالْمُعَلِّمُ وَ الْمُسْتَمِعُ وَ الْمُحِبُّ لَهُمْ

ترجمہ: علم خزانہ ہے اور اس کی چابی سوال ہے سوال کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے اس میں چار آدمیوں کو اجر ملتا ہے۔ سوال کرنے والے کو، عالم کو، سننے والے کو اور ان سے پیار کرنے والے کو۔(جامع صغیر حدیث نمبر 572)

یہ حقیقت ہے کہ سوال کرنے سے سائل اور مسؤول دونوں کے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ الحمد للہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ "مسائل دینیہ" کا سلسلہ بڑا مقبول ہو رہا ہے اور اسے پوری دنیا میں بڑی توجہ کے ساتھ پڑھا جا رہا ہے اور لوگ مستفید ہو رہے ہیں اور پھر وہ ٹیلی فون کے ذریعے مجھ سے رابطہ کر کے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہیں اور مجھے مبارک باد دیتے ہیں اور مزید سوال بھی کرتے ہیں لاہور سے کامران بھائی ہر ماہ کچھ سوالات کرتے ہیں ڈسکہ کراچی اور سندھ سے شاہد بھائی سوالات کرتے رہتے ہیں اور ابھی ۲۴ جون جمعۃ المبارک کے دن جب میں "مسائل دینیہ" لکھنے کے لئے کمپیوٹر آن کیا تو بھائی فیصل آسوی صاحب کا فیصل آباد سے فون آ گیا آپ مجھے رد مرزائیت کے متعلق لکھنے پر مبارک باد دے رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ ہر ماہ تحفظِ ختم نبوت کے بارے میں ضرور لکھا کرو میں نے انہیں بتایا کہ میں نے "فتنہ انکار ختم نبوت" پر ایک مفصل مقالہ لکھا ہے جو انشاء اللہ عزوجل الحقیقہ کے "ختمِ نبوت نمبر" میں چھپ جائے گا۔

سوال کرنے والے کرم فرماؤں سے گذارش ہے کہ اپنے سوالات میرے نمبر پر میسج کر دیا کریں اور ساتھ اپنا اور شہر کا نام ضرور لکھیں تاکہ بعد میں مسائل دینیہ کتابی شکل میں شائع کیے جا سکیں۔ دوسرا مدنی مشورہ یہ ہے کہ قارئین کرام "الحقیقہ" کے متعلق اپنے تاثرات اور اسے بہتر سے بہتر بنانے کے لئے اپنی قیمتی آراء اور مشوروں سے جناب بھائی الحاج شوکت علی شوہر رابطہ نمبر **03016898650** کو بذریعہ ٹیلی فون، میسج یا بذریعہ ڈاک آگاہ فرمائیں یا مجھ سے بذریعہ ٹیلی یا میسج کے رابطہ کریں تاکہ ان کو "مجلہ" میں شائع کیا جا سکے اور ان پر عمل بھی کیا جا سکے۔ انشاء اللہ عزوجل محمد نصر اللہ مدنی رابطہ نمبر **03328028182** یا الحقیقہ کی ویب سائٹ **lasanibooks788@yahoo.com** (لاثانی بکس) پر بھی آپ اپنے پیغامات بھیج سکتے ہیں۔

سوال (۱) کیا نبی کریم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مولا کہنا جائز ہے؟

(۲) نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں

(۳) نبی کریم ﷺ کا تاریک سایہ تھا یا کہ نہیں؟

(۴) اگر رسول اللہ ﷺ کا نور اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہے تو پھر اللہ تعالی نے کیوں فرمایا کہ نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ میری کوئی اولاد ہے؟

کامران عطاری شاہدرہ لاہور 03027861226

(۱) کیا نبی کریم ﷺ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مولا کہنا جائز ہے؟

الجواب: اس حدیث کی بنا پر مولا یا مولانا کہنا بالکل جائز ہے۔ جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿اَللّٰھُمَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَّالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ ......﴾

الٰہی جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا (دوست) ہیں الٰہی جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس کا دشمن رہ۔ اس کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جناب علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا۔ اے ابو طالب کے فرزند مبارک ہو کہ تم صبح و شام اس حال میں کرتے ہو کہ تم ہر مومن مرد و عورت کے مولیٰ ہو۔ (احمد 18011 مشکوۃ باب مناقب علی 6103 ترمذی 3713)

مولا کے بہت معنی ہیں: دوست، مددگار، آزاد شدہ غلام، آزاد کرنے والا مولا۔ اس کے معنی خلیفہ یا بادشاہ نہیں۔ یہاں بمعنی دوست محبوب ہے یا بمعنی مددگار اور واقعی حضرت علی مسلمانوں کے دوست بھی ہیں مددگار بھی، اس لئے آپ کو مولا علی کہتے ہیں رب تعالی فرماتا ہے

﴿فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلَاہُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾ تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے۔ (سورۃ التحریم آیت ۴)

شیعہ کہتے ہیں مولا بمعنی خلیفہ ہے اور اس حدیث سے لازم ہے کہ حضرت علی کے سوا کوئی خلیفہ نہیں آپ خلیفہ بلا فصل ہیں مگر یہ غلط ہے چند وجہ سے ایک یہ کہ مولا بمعنی خلیفہ یا بمعنی اولی بالخلافہ کبھی نہیں آیا بتاؤ اللہ تعالی اور جبریل علیہ السلام کس کے خلیفہ ہیں حالانکہ قرآن مجید نے انہیں خلیفہ فرمایا۔ دوسرے یہ کہ حضور ﷺ کسی کے خلیفہ نہیں پھر مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ کے کیا معنی ہوں گے مطلب یہ ہے کہ جسے حضور ﷺ سے محبت ہے اسے علی سے بھی محبت ہونی ضروری ہے۔ تیسرے یہ کہ حضرت علی حضور ﷺ کی موجودگی میں خلیفہ نہ تھے حالانکہ حضور ﷺ نے اپنی حیات شریف میں فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ پھر مولا بمعنی خلیفہ کیسے ہوگا۔ (مرآۃ المناجیح ج۸ ص353)

الٰہی جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس کا دشمن رہ۔ یہاں مولا کا لفظ دشمن کے مقابلے میں استعمال ہوا ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہاں مولا بمعنی محبوب اور دوست ہے نہ کہ بمعنی آقا کیونکہ حضور ﷺ تو انبیاء کرام کے بھی آقا ہیں تو کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ انبیاء کرام کے بھی آقا ہوں گے (نعوذ باللہ)

سوال نماز میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟

الجواب نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا سنت ہے

امام مالک کے نزدیک ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا چاہئے، ان کے نزدیک ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنا فرض میں مکروہ ہے، نفل میں جائز ہے۔ (بدایۃ المجتہد 99/1)

امام احمد کے نزدیک مرد اور عورت دونوں کے لئے سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ پر رکھے اور ہاتھ ناف کے نیچے باندھے۔

امام ابو حنیفہ کے نزدیک دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے اور بائیں ہاتھ کے پہنچے پر دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلی سے حلقہ بنائے مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھے اور عورت سینہ کے اوپر۔

امام شافعی کے نزدیک مرد و عورت دونوں کے لئے سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ پر رکھیں اور سینہ پر ہاتھ باندھیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مؤید حسب ذیل احادیث ہیں

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَلسُّنَّۃُ وَضْعُ الْکَفِّ عَلَی الْکَفِّ فِی الصَّلاۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ سنت یہ ہے کہ نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھ کر ناف کے نیچے باندھا جائے۔ ابوداود حدیث 645:۵۶ کتاب الصلاۃ ، احمد: 833 المصنف ابن ابی شیبہ 391/1 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مِنْ سُنَّۃِ الصَّلاۃِ وَضْعُ الْیَمِیْنِ عَلَی الشِّمَالِ تَحْتَ السُّرَّۃِ نماز میں سنت یہ ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھا جائے۔ (دار قطنی 286/1)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

اَخْذُ الْاَکُفِّ عَلَی الْاَکُفِّ فِی الصَّلَاۃِ تَحْتَ السُّرَّۃِ ، نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جائے۔ ابوداود حدیث 647 :758 کتاب الصلاۃ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

ثَلاثٌ مِنْ اَخْلاقِ النُّبُوَّۃِ تَعْجِیْلُ الإفطارِ وتاخیرُ السُّحُوْرِ ووَضْعُ الْیَدِ الْیُمْنٰی عَلَی الْیُسْرٰی فی الصلاۃ تَحْتَ السُّرَّۃِ ،

تین چیزیں نبوت کے اخلاق میں سے ہیں روزہ جلدی افطار کرنا دیر سے سحری کھانا اور نماز میں ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا۔

(الجوہر النقی علی البیہقی ۔شرح مسلم سعیدی ج ۱ ص ۱۱۲۲)

وضاحت:۔جن روایات میں فوق السرہ (ناف کے اوپر) یا فوق الصدر (سینے کے اوپر) ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے وہ حنفیہ کے نزدیک بیان جواز پر محمول ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن علقمۃ بن وائل بن حجر عن ابیہ قال رَاَیْتُ النَّبِیَّ ﷺ وَضَعَ یَمِیْنَہٗ عَلٰی شِمَالِہٖ فی الصلاۃ تَحْتَ السُّرَّۃِ ،

علقمہ بن وائل بن حجر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا نبی کریم ﷺ نماز میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر ناف کے نیچے رکھا۔

(المصنف ابن ابی شیبہ 390/1 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی)

اس حدیث کے تمام راوی صحیح ہیں

سینہ پر ہاتھ باندھنے والی تمام احادیث سنداً ضعیف ہیں اور ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی احادیث میں سے صرف ایک حدیث کی سند کو امام بیہقی نے ضعیف کہا ہے حالانکہ یہ حدیث متعدد اسانید سے ثابت ہے اس لئے یہ حدیث راجح ہے نیز فقہاء احناف نے دونوں حدیثوں پر عمل کیا ہے مردوں کے حق میں ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی احادیث پر عمل کیا ہے کیونکہ اس میں زیادہ ادب اور زیادہ تواضع اور تذلل ہے اور عورتوں کے حق میں سینہ پر ہاتھ باندھنے والی احادیث پر عمل کیا ہے کیونکہ عورتوں کے لئے اس میں زیادہ ستر ہے۔ شرح مسلم سعیدی 1122/1

سینہ پر ہاتھ باندھنے والوں کے پاس چار دلائل ہیں:

ان کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

جائزہ دلیل (۱) ابن خزیمہ کے الفاظ یہ ہیں

﴿عن وائل بن حجر قال صلیت مع النبی ﷺ فوضع یدہ الیمنیٰ علی یدہ الیسریٰ علی صدرہ﴾

(ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۴۳ حدیث ۴۷۹، بلوغ المرام حدیث ۲۷۵)

یہ روایت تین طرح سے منقول ہے

(۱) المصنف ابن ابی شیبہ 390/1 مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی میں علی صدرہ کی بجائے تحت السرۃ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے الفاظ ہیں

(۲) ابن خزیمہ میں علی صدرہ کے الفاظ ہیں

ابن قیم اعلام الموقعین میں لکھتے ہیں :اس حدیث کے نقل کرنے والوں میں مؤمل بن اسماعیل کے علاوہ کسی نے بھی علی صدرہ کے الفاظ نقل نہیں کئے جس کے متعلق امام بخاری نے کہا یہ منکر الحدیث تھا۔(معرفۃ الرواۃ المتکلم فیہم ص۱۸۰)

امام ابو حاتم نے کہا یہ کثیر الخطا ہے اور امام بوزرعہ فرماتے ہیں۔وہ آخر عمر میں بہت غلطیاں کیا کرتا تھا۔،،(میزان الاعتدال ج۴ص۲۲۸) الکاشف ج۲ ص۳۰۹) تہذیب التہذیب ج۱۰ص۳۸۰)

نیز اس روایت کی سند میں سفیان ثوری بھی ہیں جن کا اپنا مسلک یہ ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں اگر یہ روایت قابل عمل ہوتی تو حضرت سفیان ثوری اس پر ضرور عمل کرتے۔

(۳) وائل بن حجر کی روایت کو بزار نے بھی نقل کیا ہے اس میں علی صدرہ کی بجائے عند صدرہ کے الفاظ ہیں۔علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ اس میں ایک راوی محمد بن حجر ہے،، لہ مناکیر جو بہت سی منکر روایات کا راوی ہے۔

الغرض یہ روایت تین طرح سے منقول ہے ایک میں تو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے۔دوسرے میں مؤمل بن اسماعیل اور تیسرے میں محمد بن حجر جیسے راوی ہیں پھر اس سے کیونکر استدلال ممکن ہے۔

اس کی سند میں تحریف کر دی گئی ہے: قاری محمد مسعود اشرف چشتی لکھتے ہیں:

غیر مقلدین کے محدث مبارکپوری نے ,,ابکار المنن،،اس حدیث کی سند کے ایک راوی پر جرح کی وجہ سے اس کی سند کو ہی بدل دیا ایک غیر مقلد اس کی سند یوں بیان کرتا ہے قال ابن خزیمہ حدثنا ابو موسی حدثنا مؤمل قال ثنا سفیان عن عاصم بن کلیب عن ابیہ عن وائل بن حجر (فتح الغفور مترجم ص۲۴)

جب کہ صحیح ابن خزیمہ میں علی الصدر والی روایت کی سند یوں ہے ﴿اخبرنا ابو طاهر نا ابو بكر نا ابو موسى نا مؤمل بن اسماعيل نا سفيان عن عاصم بن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر (نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں ص۳۶)

حدیث وائل بن حجر اور اس کی تصحیح کے بارے میں غیر مقلدین کے جھوٹ:

(۱) غیر مقلدین کے محدث اور امام قاضی شوکانی نے ,,نیل الاوطار جلد۲ص۱۹۵،، پر اس کی تصحیح کو امام ابن خزیمہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۲) زبیر علی زئی نے بھی اس کی تصحیح کو امام ابن خزیمہ کی طرف منسوب کیا ہے۔اور کہا کہ اسے امام ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے۔(نماز نبوی ص۱۴۴)

(۳) غلام مصطفی امن پوری نے بھی ,,تسہیل الوصول،،اس کی تصحیح کو امام ابن خزیمہ کی طرف منسوب کیا ہے۔اور کہا کہ اسے امام ابن خزیمہ نے اسے صحیح کہا ہے۔(,,تسہیل الوصول،،ص۱۴۸)

(۴) ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے ,,سینے پر ہاتھ باندھنے کی روایت صحیح ہے۔(بلوغ المرام) اس کی تصحیح کو ابن حجر عسقلانی کی طرف منسوب کیا۔

غیر مقلدین کا اس روایت کی تصحیح کو امام ابن خزیمہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی کی طرف منسوب کرنا جھوٹ ہے نہ تو اس روایت کو امام ابن خزیمہ نے صحیح کہا ہے اور نہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے۔

حدیث وائل بن حجر کی سند کے راویوں کے بارے میں غیر مقلدین کی قلابازیاں اور دوغلاپن

اس روایت کی سند میں ایک راوی عاصم بن کلیب ہے جو اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ یہی عاصم بن کلیب ترک رفع یدین کی حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی حدیث کا راوی ہے جب غیر مقلدین اس روایت کو دیکھتے ہیں تو فوراً اس راوی پر جرح ثابت کرنے لگتے ہیں لیکن جب سینہ پر ہاتھ باندھنے کی دلیل دیتے ہیں تو سب سے پہلے اسی کی روایت کو پیش کرتے ہیں، اس وقت ان کو یہ عاصم بن کلیب شاید نظر نہیں آتا، اگر آتا ہے تو مسلک کی وفا ان کو اس پر وہ جرح کے الفاظ جو وہ اس کے لئے مسئلہ رفع یدین میں پیش کرتے ہیں وہ نظر نہیں آنے دیتی۔ کیا اسی کا نام عدل وانصاف ہے۔

غلام مصطفیٰ امن پوری غیر مقلد نے لکھا کہ ,,اس میں امام سفیان ثوری کی تدلیس ہے۔ باقی سند حسن ہے۔(تسہیل الوصول ص ۱۴۷)

جبکہ عبدالرؤف سندھو غیر مقلد نے لکھا کہ ,,یہ سند ضعیف ہے کیونکہ مؤمل بن اسماعیل سیء الحفظ ,, ہے۔

(صلوۃ الرسول مع تخریج ص ۲۲۸)

ایک غیر مقلد اس کی سند کو سفیان ثوری کی تدلیس کے علاوہ حسن کہہ رہا ہے جبکہ دوسرا غیر مقلد اس کی سند کو مؤمل بن اسماعیل سیء الحفظ کی وجہ سے ضعیف کہہ رہا ہے۔ غیر مقلدین بتائیں ان دونوں میں سچا کون ہے؟ غلام مصطفیٰ امن پوری جرح کرتے وقت ہوش میں نہیں رہتے ہیں کیونکہ وہ کسی جگہ تدلیس کے باوجود حسن کہتے ہیں کسی جگہ انہی کی روایت کو تدلیس کی وجہ سے ضعیف لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو ,,یہ حدیث ضعیف ہے اس میں امام سفیان ثوری مدلس ,, ہیں جو ہر سند میں ,,عن ,, سے روایت کرتے ہیں......واضح رہے کہ ثقہ مدلس کی روایت بخاری ومسلم کے علاوہ ,,عن ,, کے ساتھ ضعیف ہوتی ہے۔ (تسہیل الوصول ص ۲۱۰) ایک جگہ جہاں اپنے مطلب کی بات تھی وہاں پر تو تدلیس کے باوجود سند حسن بنادی اور جہاں خلاف جاتی تھی بغیر کسی علت کے صرف تدلیس کی وجہ سے ضعیف لکھ دیا۔ اس پر ہم کہتے ہیں کیا سینہ پر ہاتھ باندھنے والی روایت بخاری یا مسلم کی ہے؟ ہرگز نہیں لہذا ان کے اپنے ہی اصول کے مطابق سینہ پر ہاتھ باندھنے والی روایت ضعیف ثابت ہوگئی (نماز میں ہاتھ کہاں باندھیں ص ۳۶)

غیر مقلدین کے گھر کی گواہی: غیر مقلدین محدث عبدالرحمٰن مبارکپوری نے لکھا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مؤمل بن اسماعیل ضعیف ہے۔ (ابکار المنن ص ۱۰۹)

جائزہ دلیل نمبر ۲

حدثنا عبد الله حدثنا ابی ثنا یحی بن سعید عن سفیان حدثنی سماك عن قبیصة بن هلب عن ابیه قال رأیت النبی ﷺ یضع هذه علی صدره (مسند احمد)

تفرد به سماك بن حرب ولینه غیر واحد وقال النسائی ,, إذا تفرد به بأصل لم یکن حجة ،

اس روایت میں سماک بن حرب نے تفرد اختیار کیا ہے اور اس کو بہت سے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام نسائی فرماتے ہیں کہ یہ سماک جب تفرد اختیار کرے تو اس کی روایت دلیل نہیں بن سکتی۔ (کامل لابن عدی ج ۳ ص ۱۲۹۹)

امام جریر الضبی نے کہا کہ میں سماک کے پاس آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے ہو کر پیشاب کر رہا تھا تو میں واپس چلا آیا اور اس سے سوال نہ کیا اور میں نے کہا کہ یہ بے عقل ہے۔ (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۲۳۲ تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۲۰۴) یہ راوی عادل نہ تھا لہذا اس کی روایت بھی صحیح نہیں۔

نیز اس روایت کی سند میں سفیان ثوری بھی ہیں جن کا اپنا مسلک یہ ہے کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جائیں اگر یہ روایت قابل عمل ہوتی تو حضرت سفیان ثوری اس پر ضرور عمل کرتے۔ اگر اس روایت کو صحیح بھی تسلیم کرلیا جائے تب اس سے نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے ثابت نہیں ہوتے۔ کیونکہ یہ

فعل نماز کا اندرونی فعل نہیں بلکہ نماز کے بعد کا واقعہ ہے کیا نبی کریم ﷺ نماز میں دائیں بائیں پھرتے تھے پس ثابت یہ روایت غیر متعلق ہے کیونکہ اس میں نماز میں سینے پر ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں۔

جائزہ دلیل نمبر۳

عن طاؤس قال کان رسول الله ﷺ یضع یده الیمنی علی یده الیسریٰ ثم یشد بینهما علی صدره وهو فی الصلاۃ (مراسل ابی داود حدیث 759:648) اس کی سند حدثنا ابو تو بہ حدثنا الهیثم یعنی ابن الحمید عن ثور عن سلیمان بن موسی عن طاؤس

اس میں ایک راوی مدلس ہے اور ایک راوی مجروح ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل حدیث وہابیوں کے نزدیک حجت نہیں۔

اس کی سند میں ایک راوی ثور بن یزید ہے جو کہ مدلس ہے اور یہ روایت وہ عـــن کے ساتھ بیان کر رہا ہے۔ اور مدلس کا عـــن سے روایت کرنا مردود ہوتا ہے جب تک سماع کی تصریح نہ کرے جیسا کہ محدثین نے بیان کیا ہے امام نووی فرماتے ہیں اس بات پر اتفاق ہے کہ مدلس کی روایت جب وہ عـــن کے ساتھ روایت کرے تو قابل قبول نہ ہوگی۔ (المجموع شرح المہذب ج۲ ص۱۵۷) امام ابن عدی فرماتے ہیں شعبہ نے کہا ہر وہ حدیث جس میں حدثنا واخبرنا نہ ہو وہ سرکہ اور ساگ ہے۔ (کامل ابن عدی ص۴۸ ج۱)

سلیمان بن موسی پر کلام: امام ابن عساکر فرماتے ہیں: امام بخاری فرماتے ہیں اس کی حدیث میں عجائب ہیں، اس کی حدیث میں مناکیر ہیں، نسائی نے اس کی تضعیف کی اور کہا یہ قوی نہیں۔ (تہذیب تاریخ دمشق ج۶ ص۲۸۶) اور یہ حدیث مرسل ہے اور مرسل حدیث وہابیوں کے نزدیک حجت نہیں۔ نواب صدیق الحسن بھوپالی لکھتے ہیں۔ جب حدیث متصل نہیں ہوگی تو صحیح نہیں ہوگی اور اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوگی ایسے ہی مرسل ہے اور مرسل وہ ہے کہ تابعی اپنے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان واسطہ چھوڑ دے۔ جمہور علماء اس طرف گئے ہیں کہ یہ ضعیف ہے اور اس کے ساتھ حجت قائم نہیں ہوتی۔ (حصول المامول من علم الاصول ص۵۵)

جائزہ دلیل نمبر۴: صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے لکھا طبرانی کی حدیث میں ہے حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں ثم وضع یمینه علی یساره علی صدره رسول اللہ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر سینہ پر رکھا۔ (صلوۃ الرسول ص۱۰۹)

اس روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں ومسح رقبتــه اپنی گردن کا مسح کیا۔ جب کہ غیر مقلدین کے ابوالوفاء صاحب لکھتے ہیں ,,گردن کا مسح کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں،، (فتاوی ثنائیہ ص۳۹۲) جب کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں تو یہ حدیث بھی صحیح نہیں۔

محمد بن حجر الحضرمی پر کلام: اس روایت کی سند میں ایک راوی محمد بن حجر الحضرمی ہے جس کے بارے میں آئمہ فن کے اقوال ملاحظہ ہوں۔ امام بخاری فرماتے ہیں فیه نظر (التاریخ الکبیر ج۱ ص۶۹) امام ابن حجر فرماتے ہیں له مناکیر وقال الحاکم لیس بالقوی (لسان المیزان ج۵ ص۱۱۹) حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں لا یجوز الا حتجاج به (الضعفاء والمتروکین ج۳ ص۴۹)

سعید بن عبدالجبار پر کلام: اس روایت کی سند میں ایک راوی سعید بن عبدالجبار ہے جس کے بارے میں آئمہ فن کے اقوال ملاحظہ ہوں۔ امام بخاری فرماتے ہیں فیه نظر (التاریخ الکبیر ج۳ ص۴۹۵) امام نسائی فرماتے ہیں لیس بالقوی (الضعفاء والمتروکین ص۵۲) امام ابن حجر فرماتے ہیں ضعیف (تقریب التہذیب ص۲۲۸) امام ہیثمی اس کو مختصر انقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں وفیه سعید بن عبد الجبار قال النسائی لیس بالقوی وفی سند البزار والطبرانی محمد بن حجر وهو ضعیف (مجمع الزوائد ج۱ ص۲۳۲) ان اقوال محدثین کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے بلکہ ضعیف ہے اور زئی کا اس کو صحیح کہنا جھوٹ ہے۔

صادق سیالکوٹی غیر مقلد نے ایک روایت بیہقی کے حوالہ سے عند النحر کی نقل کی ہے۔لیکن اس پر کلام کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کی تخریج کرنے والوں نے ہی اس کو ضعیف تسلیم کیا ہے۔

(۳) نبی کریم ﷺ کے جسم پاک کا سایہ تھا یا کہ نہیں؟ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضور ﷺ کے جسم اقدس کا تاریک ثابت نہیں ہے۔ کیونکہ حضور ﷺ نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اور نورانیت کا ثبوت یا سایہ کی نفی بشریت کی نفی کو مستلزم نہیں ہے۔ نیز یہ عقیدہ ظنی ہے اور ظنیت کے باب میں دلائل ظنیہ کافی ہوتے ہیں۔

حدیث: امام بخاری کے استاذ امام عبدالرزاق ابن جریج سے روایت کرتے ہیں۔انہوں نے فرمایا: مجھے نافع نے خبر دی کہ حضرت ابن عباس نے ارشاد فرمایا: کہ

لَمْ یَکُنْ لِرَسُولِ اللہِ ﷺ ظِلٌّ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ شَمْسٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُہُ ضَوْءَ الشَّمْسِ وَلَمْ یَقُمْ مَعَ سِراجٍ قَطُّ اِلَّا غَلَبَ ضَوْءُہُ ضَوْءَ السِّراجِ رسول اللہ ﷺ کا (تاریک) سایہ نہیں تھا آپ ﷺ کبھی سورج کے سامنے کھڑے نہیں ہوئے مگر آپ کی روشنی سورج کی روشنی پر غالب ہوتی اور کبھی چراغ کے سامنے کھڑے نہیں ہوئے مگر آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب ہوتی۔(مصنف عبدالرزاق الجزء المفقود ص ۵۶)، وفاء الوفاء ابن جوزی)

امام ابوزرعہ فرماتے ہیں: امام عبدالرزاق ان علماء میں سے ہیں جن کی حدیث معتبر ہے۔(تہذیب التہذیب ج6 ص311) صاحب تفسیر مدارک علامہ نسفی لکھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر واقع نہیں کیا تا کہ کہیں کوئی شخص آپ کے سایہ پر قدم نہ رکھ دے۔(تفسیر مدارک ج۳ ص۳۲۲) قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وہ جو مذکور ہے کہ آپ ﷺ کا چاند سورج میں سایہ نہ پڑتا تھا پس وہ اس لئے ہے کہ آپ نور ہیں۔(شفاء شریف ج۱ ص۳۶۳)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کے اسماء میں سے ایک اسم نور ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔(مدارج النبوۃ ج۱ ص۲۱)

کیا سایہ نہ ہونے کا عقیدہ شیعہ کا ہے؟: سرفراز دیوبندی صاحب لکھتے ہیں کہ اصل میں سایہ نہ ہونے کا مسئلہ شیعہ کا ہے۔(تنقید متین)

کیا خیال ہے آپ کا کہ حضرت عثمان حضرت ابن عباس، علامہ سیوطی، قاضی عیاض، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، ابن جوزی اور علامہ نسفی یہ تمام صحابہ اور اکابر آئمہ دین حضرت شیعہ تھے؟ کچھ تو شرم کرو۔

اگر واقعی سایہ نہ ہونا شیعہ کا عقیدہ ہے تو جناب والا گستاخی معاف پھر سب سے بڑے شیعہ دیوبندیوں کے قطب رشید گنگوہی ہیں جو لکھتے ہیں کہ آپ کا سایہ نہ ہونا تواتر سے ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ نور کے سوا تمام اجسام کا سایہ ہوتا ہے۔(امداد السلوک ص۸۶) اور دوسرے نمبر پر اشرف علی تھانوی شیعہ ہیں جو کہتے ہیں: یہ بات مشہور ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کا سایہ نہ تھا۔(شکر النعمۃ ص۲۰) تیسرے نمبر شیعہ ادریس کاندھلوی ہیں لکھتے ہیں: حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔(اصول الاسلام ص۹۲)

چوتھے شیعہ مفتی عزیز الرحمٰن صاحب ہیں جو لکھتے ہیں: امام سیوطی نے خصائص کبری میں ث نقل فرمائی ہے۔ آپ ﷺ کا بدن نور تھا اس وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا۔(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج۱ ص۱۴۲) پانچویں شیعہ ظفر احمد عثمانی دیوبندی ہیں جو لکھتے ہیں: آپ ﷺ کے سایہ کو زمین پر واقع نہ ہونے دیا تا کہ اس پر کسی کا قدم نہ پڑے۔(امداد الاحکام ج۱ ص۳۴۰) چھٹے اور ساتویں شیعہ مہدی حسن اور جمیل الرحمٰن دیوبندی ہیں جو لکھتے ہیں: آنحضرت کا سایہ نہ تھا اس کے ہم معتقد ہیں۔(ماہنامہ تجلی دیوبند مارچ 1959ء) آٹھویں شیعہ خلیفہ تھانوی عنایت علی شاہ ہے جس نے لکھا ہے۔

؎ جسم پاک ان کا سراپا نور تھا اس لئے سائے سے بالکل دور تھا (باغ جنت ص284)

نانوے شیعہ عبدالرحمٰن اشرفی دیوبندی ہیں جو لکھتے ہیں: بطور معجزہ آپ ﷺ کا سایہ مبارک نہیں تھا۔ (روزنامہ جنگ لاہور فروری ۱۹۹۰ء)
دسوے شیعہ عابد میاں دیوبندی ہیں جو لکھتے ہیں: آپ ﷺ کا جسم مبارک نورانی تھا جس وقت آپ دھوپ میں اور چاندنی رات میں آمد ورفت فرماتے تو مطلقا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ (رحمۃ للعالمین ص ۵۳) گویا کہ تمام اکابر دیوبند شیعہ ہیں۔

سرفراز دیوبندی گکھڑوی نے سایہ ثابت کرنے کے لئے دو حدیثیں پیش کی ہیں۔ پہلی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک رات حضور ﷺ صحابہ کے درمیان نماز پڑھ رہے تھے صحابہ نے آپ کو ہاتھ بڑھاتے ہوئے دیکھا بعد میں آپ سے اس کی حکم پوچھی تو آپ ﷺ نے فرمایا پہلے مجھ پر جنت پیش کی گئی اور پھر دوزخ حَتّٰی رَاَیْتُ ظِلِّی وظِلَّکُمْ فِیھا یہاں تک کہ میں نے اس آگ میں اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا۔

جواباً گذارش ہے کہ اگر قرائن کی طرف التفات کئے بغیر محض لفظ ظِــــل کے اطلاق سے تاریک سایہ ثابت ہو جاتا ہے تو حدیث پاک میں سَبْعَۃٌ یُظِلُّھُمُ اللہُ فی ظِلِّہٖ سات شخص اللہ کے سائے میں ہوں گے۔ (بخاری 1423 مشکوۃ 701) سے اللہ تعالی کے لئے سایہ ثابت ہو جائے گا۔ (العیاذ باللہ)

ثانیاً رَاَیْتُ ظِلِّی وظِلَّکُمْ فِیھا یہاں تک کہ میں نے اس آگ میں اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا اس جملہ میں ظِل اپنی حقیقت پر محمول نہیں ہے کیونکہ دوزخ کی آگ دنیاوی آگ کی طرح روشن نہیں ہے بلکہ جہنم کی آگ سیاہ اور اندھیری ہے۔ (مشکوۃ باب صفۃ النار فصل ثانی) بہر حال دو طرح ثابت ہو گیا کہ یہاں ظِل کا لفظ اپنے اصل معنی پر محمول نہیں ہے ایک تو اس لئے کہ آپ ﷺ نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اور دوسرا اس لئے کہ جہنم میں سایہ دکھائی دینا معقول ہی نہیں ہے سایہ روشنی میں دکھائی دیتا ہے۔ پس ان دو قرینوں سے ثابت ہو گیا کہ یہاں پر لفظ ظِـل مجاز پر محمول ہے۔ اور مجازی طور پر ظِل شخص کے معنی میں آتا ہے۔ معالم التنزیل میں ہے وقیل ظلالھم ای اشخاصھم پس معنی حدیث یہ ہے کہ میں نے جہنم کو دیکھا اور اس میں اپنے اور تمہارے اشخاص کو دیکھا اور جہنم میں دیکھنے سے حضور ﷺ نے یہ تعبیر لی کہ آپ کے وصال کے بعد امت فتنوں میں مبتلا ہوگی۔

دوسری حدیث جس سے سرفراز صاحب نے نبی علیہ السلام کے لئے تاریک سایہ ثابت کیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت زینب فرماتی ہیں کہ میں آپ سے ناامید ہو گئی اور میں نے اپنی چارپائی وہاں سے ہٹالی اذا انا بظل رسول اللہ مقبلا...... فرماتی ہیں کہ میں اسی حالت میں تھی کہ اچانک ایک دن دوپہر کے وقت میں نے رسول اللہ ﷺ کا سایہ دیکھا جو میری طرف آ رہا تھا۔ (تنقید متین ۱۱۹)

جواب اس حدیث میں بھی ظِــل سے مراد شخص ہے کیونکہ میں دلائل سے ثابت کر چکا ہوں کہ آپ ﷺ نور ہیں اور نور کا سایہ نہیں ہوتا اس لئے ہمارے نزدیک اس حدیث میں بھی ظِــل شخص کے معنی پر محمول ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔ زیادہ تفصیل کے لئے دیکھیں "توضیح البیان" ص ۲۱۶-۲۲۸) علامہ غلام رسول سعیدی

(۴) اگر رسول اللہ ﷺ کا نور اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہے تو پھر اللہ تعالی نے کیوں فرمایا کہ نہ میں کسی کی اولاد ہوں اور نہ میری کوئی اولاد ہے؟

الجواب یہ مغالطہ اس لئے لگا کہ ہم نے خِلقت اور ولادت کو ایک سمجھ لیا خِلقت کا معنی ہے بنانا، گھڑنا، ایجاد اور تخلیق کرنا یعنی مخلوق ہونا اور ولادت کا معنی ہے پیدائش جب ہم کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اللہ کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے حضور ﷺ کا نور تخلیق فرمایا، ایجاد فرمایا یہاں ولادت کا لفظ نہیں بولا جاتا جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھا آپ ﷺ کی ولادت تو حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہوئی ہے لیکن آپ ﷺ کے نور کی تخلیق حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے بھی بہتر ہزار سال پہلے ہوئی ہے۔ (مصنف عبدالرزاق)

امام عبدالرزاق (متوفی ۲۱۱ھ) معمر سے، وہ ابن منکدر سے، وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ﴿ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنْ اَوَّلِ شَیْءٍ خَلَقَهُ اللهُ تعالی فَقَالَ﴾ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، اللہ تعالی نے سب سے پہلے کون سی چیز تخلیق فرمائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿ هُوَ نُوْرُ نَبِیِّكَ یا جابرُ خَلَقَهُ اللهُ ثُمَّ خَلَقَ فِیْهِ کُلَّ خَیْرٍ وَخَلَقَ بَعْدَهٗ کُلَّ شَیْءٍ ......﴾ اے جابر وہ تیرے نبی کا نور ہے، اللہ تعالی نے اسے تخلیق فرما کر اس میں ہر خیر پیدا فرمائی، اور ہر شے اس کے بعد پیدا فرمائی۔

امام ابوزرعہ فرماتے ہیں: امام عبدالرزاق ان علماء میں سے ہیں جن کی حدیث معتبر ہے۔ (تہذیب التہذیب ج6 ص311)

امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: امام احمد بن صالح نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا: کیا آپ امام عبدالرزاق سے بڑھ کر حدیث جاننے والے کسی عالم کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ (تہذیب التہذیب ج6 ص311 میزان الاعتدال ج2 ص614) اس حدیث کے تمام راوی صحیح ہیں اور امام بخاری کے استاذ ہیں۔

یہاں پر خَلَقَ کا لفظ استعمال ہوا ہے وَلَدَ کا لفظ استعمال نہیں ہوا ہے یہ اعتراض تب وارد ہوتا جب نور کے لئے وَلَدَ کا لفظ استعمال ہوتا سورہ اخلاص میں لَمْ یَلِدْ ولم یُو لد کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ الله میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں (مکتوبات امام ربانی) یہاں پیدا کرنے سے مراد ولادت اور میلاد نہیں بلکہ تخلیق اور ایجاد ہے لیکن مسلم شریف میں ہے کہ جب صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ پیر کے دن روزہ رکھتے ہیں تو فرمایا:

ذالك یوم وُلِدْتُ فِیْهِ "یہ وہ دن ہے جس میں میری پیدائش ہوئی ہے"، تو یہاں پیدائش سے مراد ولادت اور میلاد ہے۔

اور نور ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالی حضور ﷺ میں سرایت کر گیا ہے ایسا عقیدہ کفر و شرک ہے بلکہ صرف یہ مطلب ہے کہ حضور ﷺ بلا واسطہ رب تعالی سے فیض اخذ کرنے والے اور تمام مخلوق آپ ﷺ کے واسطے سے رب کا فیض لینے والی ہے (رسالہ نور، رسائل نعیمیہ ص ۵۳) اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ ہم نبی کریم ﷺ کے نور کو اللہ کے نور کا کوئی جزیا حصہ نہیں مانتے خالق کائنات جزء سے پاک ہے اس کی بے مثل ذات کا کوئی ٹکڑا نہیں ہے وہابیہ کا ہماری طرف ان چیزوں کی نسبت کرنا ان کی صریح بددیانتی ہے۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نور ہدایت ہیں اس میں کسی کو انکار نہیں اس کے ساتھ نور حسی بھی ہیں وہابیہ اس کے منکر ہیں۔

سورج بھی اللہ کا نور ہے چاند بھی اللہ کا نور ہے۔ آسمان و زمین بھی اللہ کا نور ہیں۔ اسلام اللہ کا نور ہے، قرآن اللہ کا نور ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ بھی اللہ کا نور ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے

﴿ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ ﴾ وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونھوں سے بجھا دیں اور اللہ کو اپنا نور پورا کرنا ہے پڑے برا مانیں کافر۔ (سورہ الصف آیت 8 پارہ ۲۸ رکوع ۹) یعنی حضور ﷺ کو اسلام کی تبلیغ میں ناکام کر دیں معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اللہ کا نور ہیں اس لئے اگلی آیت میں حضور ﷺ کا ذکر آرہا ہے گویا اگلی آیت اس آیت کی تفسیر ہے (هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَ دِیْنِ الْحَقِّ) شیخ علی قاری نے (موضوعات کبیر ۲۸۱) میں فرمایا: ان آیات میں نور اللہ سے مراد حضور ﷺ ہیں اس سے معلوم ہوا حضور ﷺ اللہ کا نور ہیں کسی کے بجھائے بجھ نہیں سکتا دیکھو چاند سورج اللہ نے روشن کئے انہیں کوئی بجھا نہیں سکتا نیز اس کی کوئی پیمائش نہیں کر سکتا جیسے سمندر کا پانی۔ (تفسیر نورالعرفان)

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن   پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

امام الوہابیہ وحید الزمان صاحب اپنے ترجمہ قرآن وتفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:-

کافر لوگ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (قرآن یا اسلام یا محمد ﷺ) کو بجھادیں اور اللہ تعالیٰ اپنا نور پورا کر کے رہے گا گو کافر بُرا مانیں۔

سعودیہ کا شائع کردہ وہابیوں کا ترجمہ قرآن جو ہر حاجی کو گفٹ دیا جاتا ہے اس کے (ص نمبر 1573) اسی آیت کے حاشیہ صلاح الدین یوسف نے لکھا کہ اللہ کے نور (قرآن یا اسلام یا محمد ﷺ یا دلائل و براہین ہیں۔

نُوْرَ اللهِ سے مراد رسول اللہ ﷺ ہیں یہ مخالفین نے بھی تسلیم کرلیا ہے اسی لئے اہل سنت پڑھتے ہیں الصلاۃ و السلام علیك یارسول الله وعلی آلك واصحابك یا نُوْرَ اللهِ جب قرآن میں نبی کریم ﷺ کو نُوْرَ اللهِ کہا گیا تو پھر وہابیوں کو اس درودشریف سے تکلیف نہیں ہونی چاہئے اگر ان کو زیادہ تکلیف ہو تو پھر ان کو انہی کا لکھا ہوا ترجمہ دکھا دو انشاء اللہ ٹھنڈ پڑ جائے گی جب وہ پانی کے بلبلے کی طرح بیٹھ جائیں تو ان کو امام اہل سنت کا یہ شعر سنا کر رخصت کردو۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا　　　　تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ: امام عبدالرزاق معمر سے اور وہ زہری سے، وہ سالم سے اور وہ اپنے والد یعنی حضرت ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بِعَيْنَيَّ هَاتَيْنِ كَانَ نُوْرٌ كُلُّهُ بل نُوْرًا مِنْ نُورِ الله﴾ میں نے ان دو آنکھوں سے نبی کریم ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ تمام تر نور تھے بلکہ آپ ایسے نور تھے جسے اللہ تعالیٰ نے بلاواسطہ اپنے نور سے پیدا کیا۔ (مصنف عبد الرزاق۔حدیث ۱۷) اس حدیث کی سند صحیح ہے یہ ان صحیح ترین سندوں میں سے ہے جن کا تذکرہ امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ جیسے حفاظ حدیث نے کیا ہے جیسا کہ امام نووی کی کتاب ,,ارشاد طلاب الحقائق 1-112،، میں ہے۔ اس حدیث کو کوئی وہابی ضعیف ثابت کردے تو اسے لاکھ روپیہ انعام دیا جائے گا۔ وہابی علم حدیث سے بالکل کورے ہیں بلکہ منکر حدیث ہیں۔ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور نبی کریم ﷺ کا نور تخلیق فرمایا اور آپ بشری صورت میں مخلوق کی ہدایت کے لئے تشریف لائے۔

امام عبدالرزاق جو صحاح ستہ بالخصوص امام بخاری ومسلم کے استاذ ہیں اور صحیح بخاری میں کم وبیش ۱۲۰ احادیث ان سے مروی ہیں وہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں۔

گھر کی گواہی: امام الوہابیہ نواب وحید الزماں صاحب لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے خلق کی ابتداء نور محمدی سے کی پھر عرش کو پیدا کیا پھر پانی کو پھر ہوا کو پھر دوات کو پھر قلم اور لوح کو پیدا کیا پھر عقل کو، آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان کی پیدائش کا مادہ اولی نور محمدی ہے۔ پھر حاشیہ میں لکھا: ﴿ اولُ ما خَلَقَ اللهُ القلمَ او العقلَ ﴾ اس سے مراد اولیت اضافی ہے۔ (ہدیۃ المہدی ص ۵۶) اب لگاؤ فتوی اپنے امام پر کیا لگاتے ہو یہ سب فتوے ہم غریبوں کے لئے ہیں کم از کم اپنی کتابیں تو پڑھ لیا کرو پھر زبان کھولا کرو۔ تاکہ رسوائی نہ ہو۔

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر　　　　ذرا اپنا بیگانہ پہچان کر

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ اللہ کے نور سے ہیں تو پھر اللہ کا نور کم ہو گیا جیسے دودھ نور ہے اگر دو کلو سے ایک کلو نکال لیں تو ایک کلو کم ہو گیا اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ کے نور کو دودھ کے نور پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے اللہ کا نور کثیف نہیں لطیف ہے دیکھیں اگر ایک چراغ جل رہا ہے اس سے اگر دوسرا چراغ روشن کرلیں بلکہ اگر لاکھوں چراغ بھی روشن کرلیں تو پہلے چراغ کے نور میں کوئی کمی واقع نہیں ہوسکتی یہ تو دنیاوی نور کا چراغ ہے جو فانی ہے تو اللہ کے باقی نور کا کیا کہنا سورج بھی اللہ کا نور ہے چاند بھی اللہ کا نور ہے یہ ساری دنیا کو روشن کررہے ہیں کب سے روشن کررہے ہیں جب سے دنیا بنی ہے اتنا نور دنیا میں پھیلنے سے اگر اللہ کے نور میں کمی نہیں آئی تو نبی پاک ﷺ کے نور ہونے سے اللہ کے نور میں کیا کمی آسکتی ہے؟

نبی پاک ﷺ تو نور تقسیم فرمانے والے ہیں اللہ تعالی فرماتا ہے: کِتَابٌ اَنْزَلْنَاہُ اِلَیْکَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَی النُّوْرِ یہ کتاب ہم نے تمہاری طرف اتاری تا کہ آپ لوگوں کو تاریکیوں سے نور کی طرف نکالیں (سورہ ابراہیم آیت:۱)

علامہ سید محمد سعید احمد کاظمی شاہ صاحب فرماتے ہیں: میرے دوستو عزیز و! ہم حضور ﷺ کو خدا کا جز نہیں سمجھتے بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ تم حضور ﷺ کو خدا کے نور سے مانتے ہو تو جتنا نور حضور میں آیا اتنا نور خدا کے نور سے کم ہو گیا لہذا تم نے حضور کو خدا کے نور سے مان کر خدا کے نور کو ناقص کر دیا۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ

عزیزانِ گرامی! یہ بات تو تب ہو گی کہ جب خدا کا کوئی جز ہو، وہ تو جز سے پاک ہے وہ جز ہی نہیں بلکہ وہ تو کل سے بھی پاک ہے، ہاں وہ جز کا بھی خالق ہے اور کل کا بھی خالق ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضور خدا کے نور سے کیسے پیدا ہو گئے کیونکہ خدا کا نور تو کبھی جز نہیں ہوا۔

میں سمجھاتا ہوں، دیکھئے، سورج آسمان پر چمک رہا ہے، آپ نیچے زمین پر آئینہ رکھ دیں، ایمان سے کہنا کہ شیشے میں سورج چمکتا ہوا نظر آئے گا یا نہیں؟ یقیناً آئے گا، اب بتایئے اس میں جو روشنی ہے وہ سورج کی ہے یا نہیں۔ اب اگر کوئی کہے کہ نہیں جناب یہ سورج کی روشنی نہیں ہے اگر یہ روشنی سورج کی ہے تو جتنی روشنی اس میں آئی اتنی روشنی سورج میں کم ہو جانی چاہئے، کیا آپ اس بات کو مان لیں گے؟ یقیناً نہیں مانیں گے، آپ دوسرا، تیسرا بلکہ لاکھوں آئینے رکھ دیں ہر آئینے میں پورا سورج نظر آئے گا۔ مگر وہاں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ اب اگر کوئی کہے کہ نہیں صاحب کمی تو ہو ہی گئی تو میں ان سے پوچھتا ہوں کہ ایک دو شیشے رکھنے سے اگر کوئی کمی ہو اور اگر لاکھوں شیشے رکھ دیئے جائیں تو سورج کا بالکل صفایا ہی ہو جائے اور سورج کا سارا نور ان آئینوں میں تقسیم ہو کر ختم ہو جائے تو بھائی اگر لاکھوں شیشے بھی رکھ دیئے جائیں تو وہاں کمی نہیں آئے گی، جب وہاں کمی نہیں آئی تو پتہ چلا کہ شیشہ جو سورج کے نیچے رکھا ہے وہ سورج کا جز نہیں ہے اور سورج جو اس میں چمکتا ہوا نظر آ رہا ہے آپ اس شیشے کے نور کو کیا کہیں گے سورج کا جز نہیں کہہ سکتے، بلکہ سورج کا جلوہ کہیں گے، کیوں کہ نہ تو اصل سورج شیشے میں آیا ہے اور نہ ہی شیشہ سورج کا حصہ بنا بلکہ شیشہ سورج کے نور کا مظہر بنا۔ میرے آقا ﷺ نے فرمایا: "میں تو حق کے جمال کا آئینہ ہوں"، شیشے میں جو نور نظر آئے گا وہ آفتاب کا نور ہو گا اور مصطفیٰ کریم ﷺ میں جو نور نظر آئے گا وہ خدا کا نور ہو گا اس لئے میں کہتا ہوں حضور ﷺ میں جو علم نظر آیا وہ حضور کا نہیں بلکہ خدا کا ہے، جو قدرت حضور میں نظر آئی وہ حضور کی نہیں بلکہ خدا کی ہے، اگر حضور ﷺ میں خدا کی قدرت کا ظہور نہ ہوتا تو کیسے ممکن تھا کہ جبل ابو قبیس پر حضور ﷺ نے اشارہ کر کے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے یہ حضور کی قدرت نہ تھی بلکہ خدا کی قدرت کا ظہور تھا۔ (مقالات کاظمی، مقصود کائنات)

اس صورت نوں میں جان آکھاں   جان آکھاں کہ جانِ جہاں آکھاں
سچ آکھاں تے رب دی میں شان آکھاں   جس شان توں شاناں سب بنیاں

تمام مومنوں میں اللہ کا نور موجود ہے: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی نے تمام مخلوق کو تاریکی میں پیدا کیا فَاَلْقٰی عَلَیْہِمْ مِنْ نُوْرِہٖ پھر ان پر اپنے نور میں سے ڈالا جسے اس نور میں سے کچھ پہنچا وہ ہدایت پا گیا جو اس سے رہ گیا گمراہ ہو گیا (ترمذی 2642 مشکوۃ 101) اس سے معلوم ہوا کہ تمام مومنوں میں اللہ کا نور موجود ہے۔ کافر اور منافق نور سے خالی ہیں۔ اگر عام مومنوں میں اللہ کا نور ہو سکتا ہے تو اللہ کے محبوب ﷺ جو تمام مخلوق سے افضل ہیں جن کو اللہ تعالی نے چمکا دینے والا آفتاب فرمایا ہے وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا (سورہ الاحزاب آیت:۴۶) ان کو اللہ کا نور ماننے سے کون سی چیز مانع ہے؟

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا   تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

فضائل شعبان

محقق دوراں جناب علامہ ابوابراہیم مدنی (مدینہ شریف)

الحمدُ للّٰہِ رَبِّ الْعالَمِینَ وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِ الانبیاءِ والمُرسَلِینَ نَبِیِّنا مُحَمَّدٍ وَّعلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فاعوذ باالله من الشیطٰن الرجیم بسم الله الرحمن الرحیم

﴿ اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ ﴾

﴿بیشک ہم نے اسے برکت والی رات میں اُتارا﴾ اس رات سے مراد یا شب قدر ہے، ستائیسویں رمضان یا شب معراج یا شب برات یعنی پندرھویں شعبان اس رات میں پورا قرآن لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف اُتارا گیا پھر وہاں سے تیئیس سال کے عرصہ میں تھوڑا تھوڑا حضور ﷺ پر اُترا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس رات میں قرآن اُترا وہ مبارک ہے تو جس رات میں صاحب قرآن دنیا میں تشریف لائے وہ بھی مبارک ہے۔

﴿ فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ ﴾﴿ اَمْرًا مِّنْ عِنْدِنَا ﴾

﴿اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام ہمارے پاس کے حکم سے﴾

اس رات میں سال بھر کے رزق، موت، زندگی، عزت وذلت غرض تمام انتظامی اُمور لوح محفوظ سے فرشتوں کے صحیفوں میں نقل کر کے ہر صحیفہ اس محکمہ کے فرشتوں کو دے دیا جاتا ہے جیسے ملک الموت کو تمام مرنے والوں کی فہرست وغیرہ ۔ اس سے معلوم ہوا کہ علوم خمسہ پر فرشتوں کو سال بھر پہلے مطلع کر دیا جاتا ہے تو اگر حضور ﷺ کو اطلاع تام دے دی گئی تو اعتراض کیا ہے؟ (تفسیر نور العرفان ص (۷۹۰)

﴿اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام﴾

اس کی تفسیر میں حضرت عکرمہ نے بیان کیا کہ پندرھویں شعبان کی رات میں سال بھر کے تمام کاموں کا فیصلہ کر دیا جاتا ہے اس رات میں زندہ رہنے والے اور حج کرنے والے سب کے نام کی فہرست تیار کی جاتی ہے جس کی تعمیل میں کسی قسم کی کمی پیشی نہیں ہوتی اس روایت کو ابن جریر، ابن مندہ اور ابن ابی حاتم نے بھی لکھا ہے۔ بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ کتابت کا یہ کام لیلۃ القدر میں ہوتا ہے اگر چہ اس کی ابتداء پندرھویں شعبان کی رات سے ہوتی ہے۔ مثبت بالسنہ ص (۱۹۳)

فضیلۃ الشیخ السید علوی مالکی صاحب لکھتے ہیں:

عکرمہ وغیرہ اس طرف گئے ہیں سورہ دخان میں مذکور لیلہ مبارکہ سے مراد شعبان کی پندرھویں رات ہے لیکن بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ قرآن کے معارض ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم نے اُس قرآن کو لیلۃ القدر میں نازل فرمایا تو اس سے معلوم ہوا سورہ دخان میں مذکور لیلہ مبارکہ سے مراد لیلۃ القدر ہے نہ کہ شعبان کی پندرھویں رات اس بات کی طرف جمہور گئے ہیں اور اسی کو ترجیح ہے لیکن ان دونوں آیات میں تطبیق ہو سکتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات کو فیصلے فرماتا ہے اور لیلۃ القدر میں اُنہیں متعلقہ فرشتوں کے

سپرد کردیتا ہے۔(تفسیر معالم التنزیل)

الحاصل اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرھویں رات لوح محفوظ میں جو چاہے فیصلہ فرماتا ہے پھر جب لیلۃ القدر کی رات آتی ہے فیصلہ شدہ صحائف فرشتوں کے سپرد کردیئے جاتے ہیں مرنے والوں کا رجسٹر ملک الموت کو دے دیا جاتا ہے اور رزق کا رجسٹر رزق والے فرشتے کے سپرد کردیا جاتا ہے وغیرہ وغیرہ ۔(ماذا فی شعبان ص ۱۳۸-۱۴۰)

رسول اللہ ﷺ کا مہینہ: شَعْبَانُ شَهْرِيْ وَرَمَضَانُ شَهْرُاللهِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ تعالیٰ کا مہینہ ہے۔

(جامع صغیر حدیث ۴۸۸۹)

رسول اللہ ﷺ نے اس مہینہ کو اپنی طرف منسوب کیا کیونکہ اسی مہینہ میں قبلہ تبدیل ہوا اور درود شریف پڑھنے والی آیت نازل ہوئی

﴿إِنَّ اللهَ وملائكتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يَاَيُّهَاالذين آمنوا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيماً﴾

عن انس رضي الله عنه قال: كان رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ رَجَبُ قَالَ: (اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِى رَجَبٍ وَشَعْبَانَ وَبَلِّغْنَا رَمْضَانَ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رجب کا مہینہ آتا رسول اللہ ﷺ یہ دعا کرتے الٰہی ہمیں رجب اور شعبان میں برکت دے اور ہمیں رمضان تک پہنچا۔(مشکوۃ حدیث ۱۳۶۹ کتاب الصلاۃ باب الجمعہ)

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ رجب تخم بونے کا مہینہ ہے شعبان پانی دینے کا اور رمضان فصل کاٹنے کا کہ رجب میں نوافل میں خوب کوشش کرو شعبان میں اپنے گناہوں پر رو و اور رمضان میں رب تعالیٰ کو راضی کر کے اس کھیت کو خیریت سے کاٹو۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالَى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ الَّيْلِ الآخِرِ يَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِي فَاَسْتَجِيْبَ لَهٗ مَنْ يَسْأَلُنِي فَأُعْطِيَهٗ مَنْ يَسْتَغْفِرُنِي فَاَغْفِرَلَهٗ، وفى رواية لمسلم: ثُمَّ يَبْسُطُ يَدَيْهِ وَيَقُوْلُ : مَنْ يُقْرِضُ غَيْرَ عَدُوْمٍ ولا ظَلُوْمٍ حَتّٰى يَنْفَجِرَالْفَجْرُ،

ترجمہ: ہمارا رب تبارک وتعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور فرماتا ہے: کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے اور میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی ہے جو مجھ سے سوال کرے اور میں اس کو عطا کردوں، کوئی ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے اور میں اس کو بخش دوں۔ اور مسلم میں ہے: پھر اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ پھیلا کر فرماتا ہے اُس ذات کو کون قرض دیگا جو نہ کبھی فنا ہوگی اور نہ کبھی ظلم کرے گی۔ یہاں تک کہ فجر چمک جاتی ہے۔(بخاری حدیث ۱۱۴۵ مسلم حدیث ۷۵۸۔ مشکوۃ شریف حدیث ۱۲۲۳ کتاب الصلاۃ باب قیام الیل)

رحمت الٰہی یوں پکارتی ہے

ہم تو مائل بہ کرم ہیں کوئی سائل ہی نہیں — راہ دکھلائیں کسے کوئی رہرو منزل ہی نہیں
تربیت عام تو ہے جوہر قابل ہی نہیں — جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گل ہی نہیں
کوئی قابل ہو تو ہم شان کئی دیتے ہیں — ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

باقی راتوں میں رات کے آخری تیسرے حصہ میں یہ کرم نوازی ہوتی ہے لیکن شب برات میں غروب آفتاب ہی سے رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔

میاں محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پچھلی راتیں رحمت رب دی تے کرے بلند آوازہ
رحمت منگن والیاں کارن کھلا ہے دروازہ

بابِ رحمت کھلا آج کی رات ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِذَا كَانَتْ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا فَإِنَّ اللهَ يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ: أَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ لِي فَأَغْفِرَلَهُ أَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَأَرْزُقَهُ أَلَا مُبْتَلًى فَأُعَافِيَهُ أَلَا كَذَا أَلَا كَذَا حَتَّى يَطْلُعَ الْفَجْرُ.

ترجمہ: جب شعبان کی پندرھویں رات ہو تو رات میں قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کیونکہ اس رات میں اللہ تعالیٰ سورج ڈوبتے ہی آسمانِ دنیا کی طرف نزولِ رحمت فرماتا ہے کہتا ہے کیا کوئی معافی مانگنے والا ہے کہ میں اُسے بخش دوں کیا، کوئی روزی مانگنے والا ہے کہ میں اُسے روزی دے دوں، کیا کوئی بیمار ہے کہ میں اُسے آرام دوں، کیا کوئی ایسا ہے کیا کوئی ایسا ہے طلوع فجر تک۔ (ابن ماجہ حدیث ۱۳۸۸ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، مشکوۃ حدیث: ۱۳۰۸ کتاب الصلاۃ باب قیام شہر رمضان، ترغیب و ترہیب حدیث (۱۵۵۰) ج ۲ ص (۷۴)

بہتر یہ ہے کہ ساری رات ہی جاگ کر عبادت کرے اور اگر نہ ہو سکے تو اوّل رات سوئے آخر رات میں تہجد پڑھے اور زیارت قبور اور تین دن روزے رکھے تیرھویں چودھویں پندرھویں کہ ایک نفلی روزہ رکھنا بہتر نہیں۔ مرآۃ شرح مشکوۃ ج ۲ ص (۲۹۵)

شیخ عبدالحق محدث دھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ ہر شب اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزول فرماتا ہے اور اُس کا یہ نزول رات کے اخیری تیسرے حصہ میں ہوتا ہے لیکن شعبان کی پندرھویں رات اللہ تعالیٰ کا نزول رات کے اخیری تیسرے حصّہ میں منحصر نہیں بلکہ غروبِ آفتاب کے ساتھ ہی یہ کرم نوازی شروع ہو جاتی ہے اور صبح تک رہتی ہے اور اسی وجہ سے پندرھویں شعبان کی فضیلت دیگر تر ہے۔ ماثبت بالسنہ ص (۱۹۴)

مبارک ہیں وہ لوگ جو اس رات عبادت کرلیں اور بدنصیب وہ ہیں جو یہ رات آتشبازیوں اور سینماؤں میں گذاریں

شعبان کی پندرھویں رات کی فضیلت میں بہت سی احادیث وارد ہیں جن کا مجموعہ حدیث حسن سے کم نہیں ہے اور سلف صالحین سے بھی منقول ہے کہ وہ ان راتوں کو عبادت کیا کرتے تھے اور امام ترمذی کا یہ قول ترمذی شریف میں جگہ جگہ منقول ہے کہ ضعیف الاسناد حدیث بھی اہل علم کے عمل سے قوی ہو جاتی ہے۔

اگر تمام احادیث ضعیف الاسناد بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں اس لئے کہ تعدد طرق سے حدیث حسن لغیرہ بن جاتی ہے جیسا کہ آپ محدثین کرام کے اقوال پڑھیں گے شعبان کی پندرھویں رات کی فضیلت والی حدیث بہت سے طرق مروی ہے مثلاً حضرت عبداللہ بن عمرو، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابوہریرہ حضرت ابوثعلبہ حضرت عوف بن مالک حضرت ابوبکر الصدیق حضرت ابوموسیٰ اشعری حضرت عائشہ صدیقہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے مروی ہے لہذا یہ حسن لغیرہ بن گئی ہے اس کو اب ضعیف یا موضوع کہنا جہالت اور سینہ زوری ہے۔

کافر یا کینہ ور کے سوا سب کی بخشش کا اعلان: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

إِنَّ اللهَ تعالى لَيَطَّلِعُ فِى لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِجَمِيْعِ لِخَلْقِهِ إِلَّا لِمُشْرِكٍ أَوْ مُشَاحِنٍ- وفى رواية أحمد- إِلَّا لِاثْنَيْنِ مُشَاحِنٍ وَقَاتِلِ نَفْسٍ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان کی رات میں توجہ کرم فرماتا ہے تو کافر یا کینہ والے کے سوا اپنی سب مخلوق کو بخش دیتا ہے۔ اور مسند احمد

کی روایت ہے۔ کینہ ور اور قاتل نفس کے سوا سب کو بخش دیتا ہے۔ (ابن ماجہ حدیث ۱۳۹۰ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، مشکوۃ حدیث ۱۳۰۶ کتاب الصلاۃ باب قیام شہر رمضان۔ احمد حدیث (۶۶۰۴))

تشریح: کینہ سے مراد دنیوی کینے اور عداوتیں ہیں اور قتل سے مراد ظلماً قتل ہے ورنہ کفار سے کینہ رکھنا اور جہاد میں کفار کا قتل ڈاکو زانی اور قاتل نفس کا قتل عبادت ہے بعض جگہ شب برات کے دن ایک دوسرے کو حلوے وغیرہ کے تحفے دیتے ہیں اپنے قصوروں کی آپس میں معافی مانگ لیتے ہیں ان سب کی اصل یہ حدیث ہے کہ عداوت و کینہ والا اس رات کو رحمتوں سے محروم ہے اور یہ تحفہ کینے دفعہ کرنے کا ذریعہ ہے نیز یہ رات عبادتوں کی ہے اور خیرات ہدایا وغیرہ بھی عبادت ہیں ان خیراتوں کو روکنا اور شرک و بدعت کہنا بڑی جہالت ہے۔ (مرآۃ شرح مشکاۃ ج۲ ص(۲۹۵))

اس حدیث کے متعلق غیر مقلد محدث کا فیصلہ: اس حدیث کے متعلق غیر مقلدین کے محدث البانی صاحب لکھتے ہیں لکن الحدیث قوی عندی لشواهده اس حدیث کے شواہد ہیں اور یہ میرے نزدیک قوی ہے اور میں نے اس حدیث کو نسیب الرفاعی کے رسالہ ''ہذہ اللیلۃ،، کے حاشیہ میں ذکر کیا ہے دیکھو مشکوۃ تحقیق البانی حدیث (۱۳۰۶)

اس رات کے متعلق علماء کا موقف: شارح ترمذی غیر مقلد شیخ مبارکپوری کا موقف

تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں شیخ مبارک پوری نے منذری سے روایت کیا انّ اسنادہ لاباس بہ اس کی اسناد میں کوئی حرج نہیں۔ شیخ مبارک پوری نے کہا فهذه الاحاديث بمجموعها حجة على من زعم أنه لم يثبت فى فضل ليلة النصف من شعبان شيء یہ تمام احادیث اپنے مجموعہ کے ساتھ اُن لوگوں پر حجت ہیں جو کہتے ہیں شعبان کی پندرھویں رات کی فضیلت میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ وثبت أنه كان طائفة من السلف الصالح كخالد بن معدان ومكحول ولقمان بن عامر وغيرهم من ائمة التابعين يجتهدون فى ليلة النصف من شعبان بالعبادة۔ اور یہ بات ثابت ہے کہ سلف صالحین میں سے ایک جماعت اور ائمہ تابعین اس رات کو بہت زیادہ عبادت کیا کرتے تھے جیسا کہ خالد بن معدان مکحول اور لقمان بن عامر وغیرہ۔

ابن تیمیہ کا موقف: ابن تیمیہ سے سوال کیا گیا شعبان کی پندرھویں رات کو نماز پڑھنا کیسا ہے؟

فأجاب: إذا صلى الانسان ليلة النصف وحده او فى جماعة خاصة كما كان يفعل طوائف من السلف فهو حسن۔

ترجمہ: انہوں نے جواب دیا جب انسان شعبان کی پندرھویں رات کو اکیلا نماز پڑھے یا جماعت کے ساتھ جیسا کہ سلف صالحین کا عمل تھا تو یہ اچھی بات ہے۔ (مجموع فتاوی ابن تیمیہ ج (۲۳) ص (۱۳۱))

اس رات میں کیا ہوتا ہے؟: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ

((هَلْ تَدْرِيْنَ مَا فِى هَذِهِ اللَّيْلَةِ))- يعنى لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ - قالتْ : وما فِيهَا يارسولَ اللهِ؟ فَقَالَ:((فِيْهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ مَوْلُوْدٍ مِنْ بَنِى آدَمَ فى هَذِهِ السَّنَةِ، و فِيْهَا أَنْ يُكْتَبَ كُلُّ هَالِكٍ مِنْ بَنِى آدَمَ فى هَذِهِ السَّنَةِ، وفيها تُرْفَعُ أَعْمَالُهُمْ وفِيْهَا تُنْزَلُ اَرْزَاقُهُمْ))۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! تمہیں معلوم ہے کہ اس رات یعنی پندرھویں شعبان میں کیا ہے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس میں کیا ہے؟ فرمایا: اس رات میں سال بھر پیدا ہونے والے ہر بچے کا نام لکھا جاتا ہے اور اسی کے ساتھ ہر مرنے والے کا نام بھی لکھا جاتا ہے اسی رات اُن کے اعمال اُٹھائے جاتے ہیں اسی رات مخلوق کا رزق بھی تقسیم ہوتا ہے۔

(مشکوۃ حدیث: (۱۳۰۵) کتاب الصلاۃ باب قیام شہر رمضان۔ بیہقی فی الدعوات الکبیر غنیۃ الطالبین مترجم ص (۳۷۶))

فرشتے لوحِ محفوظ سے سال بھر کے ہونے والے واقعات اس رات صحیفوں میں نقل کردیتے ہیں اور ہر صحیفہ اُن فرشتوں کے حوالے کرتے ہیں جن کے ذمہ یہ کام ہے چنانچہ مرنے والوں کی فہرست ملک الموت کو اور پیدا کرنے والوں کی فہرست بچہ بنانے والے فرشتوں کو، رزقوں کی فہرست حضرت میکائیل کو دے دی جاتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان فرشتوں کو سال میں پیدا ہونے والے، مرنے والے لوگوں کا اور گرنے والے بارش کے قطرات اور ملنے والی روزیوں کا پورا علم ہوتا ہے یہ علوم خمسہ ہیں جو ان فرشتوں کو دیئے گئے تو ہمارے حضور ﷺ کے علم کا کیا پوچھنا۔اس حدیث میں وہ لوگ غور کریں جو حضور ﷺ کے علم کے انکاری ہیں لوح محفوظ کے فرشتوں کو ذرہ ذرہ کی خبر ہے۔(مراۃ شرح مشکاۃ ج ۲ ص(۲۹۳))

شعبان کی پندرھویں رات قبرستان جانا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے

حدیث(۷)

عن عائشة رضى الله عنها قَالَتْ: فَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَخَرَجْتُ أَطْلُبُهُ ، فَإِذَا هُوَ بِالْبَقِيعِ رَافِعٌ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ ، وفى رواية-رَافِعٌ يَدَيْهِ إِلَى السَّمَاءِ يَدْعُوْ- فقال((يا عائشةُ! أَكُنْتِ تَخَافِيْنَ أَنْ يَحِيْفَ اللهُ عَلَيْكِ وَرَسُوْلُهُ ؟)) قالت، قد قُلْتُ: ومابى ذلك، ولكنى ظننتُ أنك أتيت بعض نسائك، فقال((إِنَّ اللهَ تعالى يَنْزِلُ لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ إلى السماءِ الدُّنْيَا فَيَغْفِرُ لِأَكْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ كَلْبٍ)).

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ایک رات نبی کریم ﷺ کو گم پایا اور میں آپ کو تلاش کرنے کے لئے نکلی دیکھا کہ آپ جنت البقیع میں تھے اور آسمان کی سر بلند کیا ہوا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کر رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ اے عائشہ کیا تم اس سے خوف کرتی تھیں کہ تم پر اللہ ورسول ظلم کرینگے میں نے عرض کیا یارسول اللہ ایسی تو بات نہ تھی لیکن مجھے خیال ہوا کہ آپ اپنی کسی اور زوجہ کے پاس تشریف لے گئے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پندرھویں شعبان کی رات آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے تو قبیلہ بنو کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ لوگوں کو بخش دیتا ہے۔(ابن ماجہ حدیث ۱۳۸۹ کتاب اقامۃ الصلاۃ باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان، مشکوۃ حدیث:۱۲۹۹ کتاب الصلاۃ باب قیام شہر رمضان، ترمذی حدیث ۷۳۹ کتاب الصوم باب ماجاء فی لیلۃ النصف من شعبان)

یعنی اس رات رب کی رحمت خاص دنیا کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور قبیلہ کلب جن کے پاس بہت بکریاں ہیں ان بکریوں کے جسم پر جس قدر بال ہیں اتنے گناہگاروں کی مغفرت ہوتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ شب برات میں عبادت کرنا قبرستان جانا سنت ہے۔(مرآۃ شرح مشکاۃ ج ۲ص۲۹۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک رات رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور لباس اُتارنے لگے ابھی پورا اُتارا نہ تھا کہ پھر کھڑے ہوگئے اور لباس زیب تن فرمایا: مجھے سخت رشک آیا میں نے گمان کیا کہ آپ میری ساتھن یعنی کسی دوسری زوجہ کے پاس تشریف لے جائیں گے آپ کی روانگی کے بعد میں بھی آپ کے پیچھے نکلی تو میں نے آپ ﷺ کو بقیع الغرقد میں پایا آپ مومن مردوں مومن عورتوں اور شہداء کی بخشش کی دعا کر رہے تھے تو میں نے (اپنے دل میں) کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اپنے رب کی یاد میں ہیں اور میں دنیا کے خیال میں ہوں پھر میں واپس لوٹی میں اپنے کمرے میں داخل ہوئی میری سانس بلند تھی اور رسول اللہ ﷺ بھی واپس تشریف لے آئے اور فرمایا: اے عائشہ کیا بات ہے تمہاری سانس کیوں پھول رہی ہے میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ تشریف لا کر لباس اُتارنے لگے ابھی پورا اُتارا نہ تھا کہ پھر کھڑے ہوگئے اور لباس زیب تن فرمایا: مجھے سخت رشک آیا میں نے گمان کیا کہ آپ میری ساتھن یعنی کسی دوسری زوجہ کے پاس تشریف لے جائیں گے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کو بقیع الغرقد میں پایا آپ دعا کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ کیا تم اس سے خوف کرتی تھیں کہ تم پر اللہ ورسول ظلم کریں گے میرے پاس جبریل امین آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرھویں رات ہے اس

رات اللہ تعالیٰ قبیلہ بنوکلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد کر دیتا ہے لیکن اُس رات کافر، کینہ ور، ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے والوں ،والدین کے نافرمان اور عادی شراب خور کی طرف نظر کرم نہیں فرماتا پھر فرمایا :اے عائشہ کیا مجھے اس رات قیام کرنے کی اجازت دیتی ہو میں نے کہاہاں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں پھر آپ نے نماز پڑھی لمبا سجدہ کیا یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا آپ ﷺ کی روح مبارک پرواز کرگئی ہے میں نے اُٹھ کر آپ کو چھوا اور اپنا ہاتھ آپ کے قدموں کے تلووں پر رکھا تو اُن میں حرکت تھی اس پر مجھے خوشی ہوئی میں نے سنا: آپ ﷺ سجدہ میں یہ دعا پڑھ رہے تھے: ''اے اللہ میں پناہ لیتا ہوں تیرے عفو کی تیرے عذاب سے، میں پناہ لیتا ہوں تیرے رضا کی تیری ناراضگی سے میں تجھ سے ڈر کر تیری ہی ذاتِ عظمت کی پناہ لیتا ہوں میں کما حقہ تری حمد وثنا کی طاقت نہیں رکھتا تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے خود اپنی تعریف بیان کی ہے'' صبح کو میں عرض کیا کہ آپ سجدہ میں ایسے کلمات ادا فرمار ہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے انہیں یاد کرلیا ہے میں نے عرض کیا ہاں فرمایا خود بھی یاد کرلو اور دوسروں کو بھی سکھا دو کیونکہ جبریل علیہ السلام نے مجھے یہ کلمات سکھائے اور کہا انہیں سجدہ میں پڑھا کریں۔ بیہقی فی شعب الایمان حدیث (۳۸۳۷) ج ۳ ص (۳۸۴) ترغیب وترہیب حدیث (۱۵۴۷) ج ۲ ص (۷۳) ماثبت بالسنۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی مترجم ص (۲۰۳-۲۰۵) ماذا فی شعبان عربی از شیخ علوی مالکی ص (۹۵-۹۸)

پانچ راتوں میں عبادت: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے پانچ راتوں میں عبادت کی اس کے لئے جنت واجب ہوگئی لیلۃ الترویہ (ذوالحج کی آٹھ) اور عرفہ کی رات قربانی کی رات اور عید الفطر اور شعبان کی پندرھویں رات۔

(ترغیب حدیث ۱۶۱۵)

حضرت ابوامامہ سے مرفوعاً روایت ہے: کہ پانچ راتوں میں دعا رد نہیں ہوتی پہلی رجب کی رات ایک پندرھویں شعبان کی رات جمعۃ المبارک کی رات عید الفطر کی رات اور عید الاضحیٰ کی رات۔ (ابن عساکر)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ شعبان کی پندرھویں رات کو اللہ تعالیٰ جبریل امین کو جنت میں بھیج کر کہلواتا ہے کہ پوری جنت سجادی جائے کیونکہ آج رات آسمانی ستاروں دنیا کے شب وروز، درختوں کے پتوں، پہاڑوں کے وزن اور ریت کے ذروں کی تعداد کے برابر اپنے بندوں کو بخش دوں گا۔ (ماثبت بالسنۃ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی مترجم ص (۱۹۶) ماذا فی شعبان عربی از شیخ علوی مالکی ص (۸۳)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں اب جو شخص شعبان کی پندرھویں رات کو شب بیداری کرے تو یہ امر حدیث کے مطابق بالکل مستحب ہے اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جن احادیث سے کسی فعل کا جائز ہونا پایا جائے وہ فعل مستحب ہے۔ ماثبت بالسنہ ص (۲۰۳)

انعام خداوندی: حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دن ایک پہاڑ کے پاس سے گذرے کہ وہاں ایک سفید پتھر دیکھا اس کی خوبصورتی اور دلکشی پر آپ بہت متعجب ہوئے۔ آپ کے اظہار تعجب پہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے روح اللہ کیا تم چاہتے ہو کہ اس پتھر سے زیادہ تعجب خیز ایک چیز تم پر ظاہر کردوں؟ روح اللہ علیہ السلام نے عرض کیا: ہاں میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں چنانچہ حکم خداوندی سے وہ پتھر پھٹ گیا اور اس میں ایک بزرگ نکلا جس کے ہاتھ میں ایک سر سبز شاخ تھی جس میں انگور لگے ہوئے تھے۔ اس نے کہا اے اللہ کے نبی یہ میرے ہر دن کی خوراک ہے اور میں یہاں عبادت خداوندی میں مصروف رہتا ہوں آپ نے اس سے پوچھا تو کب سے اس پتھر میں عبادت کررہا ہے؟ اس نے جواب دیا چار سو سال سے۔ یہ سن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو بڑا خوش نصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے پیارے روح اللہ میرے محبوب ﷺ کی امت میں سے جو شخص شعبان کی پندرھویں رات میں دو رکعت نفل پڑھے گا۔ وہ اس شخص کی چار سو سالہ عبادت سے بھی زیادہ ثواب پائے گا۔ (نزہۃ المجالس)

شعبان میں روزہ کی فضیلت: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روزے رکھتے تو ہم کہتے کہ اب

چھوڑیں گے نہیں اور نہ رکھتے تو ہم کہتے اب روزے نہیں رکھیں گے میں نے رمضان کے سوا رسول اللہ ﷺ کو کسی پورے مہینے کے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور میں نے آپ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے کے روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔(بخاری ۱۹۶۹ مسلم ۱۱۵۶)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو تمام مہینوں سے زیادہ پسندیدہ روزے شعبان کے ہیں فرمایا ایک سال میں مرنے والوں کے نام اللہ تعالیٰ تحریر کر دیتا ہے اور میری دلی خواہش ہے کہ میری ظاہری مدت حیات اس حال میں لکھی جائے کہ میں روزہ دار ہوں۔(ابویعلی، ترغیب:۱۵۱۴)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا رمضان کے بعد کون سے روزے افضل ہیں فرمایا: شعبان کے روزے رمضان کی تعظیم کے لئے، کہا گیا کونسا صدقہ افضل ہے فرمایا رمضان میں صدقہ کرنا۔(ترمذی:۶۶۳)

سال بھر کے اعمال کی تفصیلی پیشی شعبان میں ہوتی ہے: حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو شعبان سے زیادہ کسی مہینہ میں روزہ رکھتے نہیں دیکھا فرمایا لوگ ماہِ رجب اور رمضان کے درمیانی مہینہ شعبان کی عظمت وفضیلت سے غافل ہیں یہ ایسا مہینہ ہے جس میں اعمال رب العالمین کی طرف اُٹھائے جاتے ہیں اور مجھے یہ بات پسند ہے کہ میرے اعمال بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوں تو میں روزہ دار ہوں(۔نسائی، ترغیب)

یہ رات جہنم سے براءت اور آگ سے بچنے کی رات ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آگ سے بچو اگرچہ آدھی کھجور صدقہ کر کے ہی سہی۔(بخاری اور مسلم)

لیکن کتنے افسوس کی بات ہے جو رات عبادت کے ذریعے آگ سے بچنے کی تھی اسے لوگوں نے آگ سے کھیلنے اور اسے خرید کر رب کی ناراضگی اور شیطان کو راضی کرنے کا ذریعہ بنالیا۔

قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں کچھ بھی تمہیں پیغام محمد کا پاس نہیں

اسلئے نہ خود آگ کے پٹاخے خریدیں اور نہ بچوں کو خرید کر دیں کیونکہ اس میں ظاہری نقصان کے علاوہ فضول خرچی بھی ہے اور قرآن کی رو سے فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ (محمد نصر اللہ مدنی 03328028182)

فیض رضا جاری رہے گا: دیوبندی تبلیغی سنی بن کر اہل سنت کی مساجد پر قبضہ کر لیتے ہیں اسی طرح شیعہ ہمارے اولیاء کرام کے مزارات پر بارہ اماموں کے نام لکھ کر اور کالا جھنڈا لگا کر قبضہ کر لیتے ہیں اور وہاں خرافات شروع کر دیتے ہیں اور وہاں پیری مریدی شروع کر کے لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ اور ناجائز حرکتیں شروع کر دیتے ہیں اور حکومت بھی ان کو نہیں روکتی وہابی ان شیعوں کو اہل سنت سمجھ کر سنیوں کو بدنام کرتے ہیں۔

الحمد للہ علماء اہل سنت نے اس بات کا نوٹس لیتے ہوئے عملی قدم اٹھایا ہے چنانچہ حضرت علامہ شیخ الحدیث قاری خالد محمود نقشبندی خطیب ماڈل ٹاؤن اگوگی نے مزار شریف حضرت مہرک شاہ ولی آف اگوگی پر عریانی، فحاشی کے پروگرام ختم کر کے درس قرآن وحدیث کا اہتمام کیا۔

اسی طرح مناظر اہل سنت حضرت علامہ قاری توقیر الحسن قادری اشرفی صاحب نے پیر سید شاہ احمد ولی مزار اقدس گنہ کلاں اور مجذوب ولی مرچاں والی سرکار کے خلیفہ کے آستانہ پٹھان والی پر عرس کی تقریب میں درس قرآن وحدیث کا اہتمام کیا جس پر ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں ایسے علماء ہمارے لئے لائق صد افتخار ہیں جو کلمہ حق بلند کرنے میں ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

منجانب: **ادارۃ الحقیقہ و شیران اسلام** پاکستان

Monthly **AL-HAQIQA** July 2011
Reg.No. C.P.L.169

جل جلالہٗ
یا ربّ العٰلمین

علیک الصلوٰۃ والسلام
یا رحمۃ للعٰلمین

غوث الاغیاث
قطب الاقطاب، فرد الافراد
سید الاسیاد، سند الاسناد، واہب المراد، شیخ یگانہ
شاہکار لاثانی، قیوم زمانی، قندیل نورانی شہنشاہ ولایت

سیّد علی حسین شاہ صاحب

عُرسِ مقدّس

سالانہ

زیرِ صدارت

پیر سید کرامت علی حسین

زیرِ سرپرستی

حضرت پیر سید جماعت علی حسین صاحب

زبدۃ السالکین، عمدۃ العارفین
مصدرِ فیوض و برکات، پیکرِ انوار و تجلیات

اعلیٰ حضرت پیر سید محمد اسماعیل شاہ
کا چھٹا سالانہ ختم شریف

۲۷ جولائی بروز بدھ

دربارِ شہنشاہِ لاثانی
و حضورِ نقشِ لاثانی
علی پور سیّداں شریف

زیرِ انتظام

حضرت پیر سید سعادت علی حسین مدظلہٗ

حضرت پیر سید امانت علی حسین مدظلہٗ